بانی: مجدد العصر محی السنۃ حضرت العلام حافظ محمد عبد اللہ محدث روپڑیؒ

بیاد: جمال السلف امام الزمن حافظ عبد القادر روپڑیؒ

یداللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی

لا جماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

ہفت روزہ

تنظیم اہلحدیث

لاہور

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ: عارف سلمان روپڑی

جلد 54 | جمعۃ المبارک 17 شعبان 1431ھ 30 جولائی تا 5 اگست 10 | شمارہ 30

فون 7656730 فیکس 7659847

بسم اللہ کی فضیلت

عطاء، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہوئی تو بادل مشرق کی طرف بھاگ گئے، ہوائیں ساکن ہوگئیں، سمندروں میں جوش آگیا، چوپایوں نے اپنے کان (سننے کے لیے) لگالیے، آسمان سے شیطانوں پر پتھر برسائے گئے، اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت کی قسم کھا کر فرمایا کہ جب بیمار پر میرا نام لیا جائے گا تو میں اسے ضرور شفا دوں گا، جس چیز پر میرا نام لیا جائے گا میں اسے ضرور برکت عطا کروں گا، اور جو بسم اللہ پڑھے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

[تدریب الراوی ۵۳/۱]

حضرت انس بن مالکؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص زمین سے بسم اللہ لکھے کاغذ کو اللہ کی عظمت واحترام کی خاطر اٹھالے تاکہ یہ پاؤں تلے نہ روندھا جائے تو وہ اللہ کے پاس اصدقاء میں لکھ دیا جائے گا اور اس کے والدین کے عذاب میں تخفیف کردی جائے گی خواہ مشرک ہی کیوں نہ ہو۔ [السلسلۃ الضعیفۃ (۲۶۸) العلل المتناھیۃ (۸۱/۱)]

ابو وائل عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جہنم کے 19 موکل فرشتوں سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے بسم اللہ پڑھ لینی چاہیے اس کے 19 حروف ہیں اور ہر حرف ایک فرشتے کے لیے ڈھال ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اپنی کتابوں میں بسم اللہ لکھ لو اور لکھتے وقت زبانی بھی پڑھا کرو''

اللہ تعالیٰ ہمیں صالح اعمال کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

www.jaamia.info جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس

حافظ نصر اللہ بھٹی

شرک کی حقیقت

شرک صرف یہی نہیں کہ کسی پیر، فقیر، ولی، نبی کو اللہ تعالیٰ کے برابر یا اس کے مدمقابل کھڑا کیا جائے بلکہ شرک یہ بھی ہے کہ جو چیزیں اللہ پاک نے اپنی ذات مبارکہ کے لیے مخصوص فرمائی ہیں اور بندوں پر بندگی کی علامتیں قرار دی ہیں انہیں غیروں کے آگے بجالایا جائے۔ مثلاً...... سجدہ، اللہ کے نام کی قربانی، منت، مشکل کے وقت پکارنا، اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ کو ہر جگہ حاضر سمجھنا، قدرت و تصرف وغیرہ میں دوسروں کو بھی حصے دار ماننا یہ سب شرک کی مختلف قسمیں ہیں۔ حالانکہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہی مخصوص ہے اور وہی ذات ہی عبادت و ریاضت کے لائق ہے اس کے سوا کوئی نہیں عبادت کے لائق نہیں۔ مشکل کے وقت اللہ ہی کو پکارا جاتا ہے، وہی ہر جگہ حاوی و نگران ہے اور ہر طرح کا تصرف واختیار اس کے قبضہ قدرت میں ہے اگر ان میں سے کوئی صفت غیر اللہ میں بھی مانی جائے تو یہ شرک ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بت پرستوں کی طرح یہودیوں اور عیسائیوں پر بھی عتاب کیا ہے حالانکہ وہ بت پرست نہ تھے البتہ وہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاءؒ سے ایسا معاملہ رکھتے تھے۔ فرمایا:

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الھا واحدا لا الہ الا ھو سبحانہ عما یشرکون ٥[التوبہ]

''انہوں نے اللہ کے بجائے اپنے علماء اور درویشوں کو رب بنالیا اور مسیح ابن مریم کو بھی۔ حالانکہ انہیں ایک ہی اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو شرکوں کے شرک سے پاک اور بلند و بالاتر ہے۔''

اللہ تعالیٰ کو تو سبھی بڑا مالک مانتے ہیں لیکن کچھ ایسے چھوٹے دوسرے مالکوں کے بھی قائل ہیں جو ان کے مولوی اور درویش ہیں۔ حالانکہ انہیں اس بات کا حکم نہیں علاوہ سراسر شرک کر رہے ہیں اللہ کی ذات تو واحد و یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ سب اسی کے تخلیق شدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان کل من فی السموت والارض الا اتی الرحمن عبدا لقد احصٰھم وعدھم عدا ٥ وکلھم اتیہ یوم القیمۃ فردا ٥[مریم]

''آسمان و زمین کا ایک ایک شخص رحمٰن کے سامنے غلامانہ حیثیت میں آنے والا ہے رب تعالیٰ نے انہیں شمار کر رکھا ہے اور ایک ایک کو گن رکھا ہے اور سارے اس کے سامنے فرداً فرداً آنے والے ہیں۔''

یعنی انسان ہو یا فرشتہ اللہ کا غلام ہے۔ اللہ کے سامنے اس کا اس سے زیادہ رتبہ نہیں، یہ اللہ کے قبضے میں ہے اور عاجز و بے کس ہے اس کے اختیار میں کچھ نہیں، سب کچھ مالک الملک کے اختیار میں ہے۔ وہی سب پر قابض و متصرف ہے، کسی کو کسی کے قبضے میں نہیں دیتا۔ اس کے سامنے حساب و کتاب کے لیے ہر شخص حاضر ہونے والا ہے وہاں نہ کوئی اس کا وکیل بنے گا اور نہ ہی حمایتی۔ قرآن پاک میں خدا کے واحد و یکتائی کے ثبوت تو بے شمار ہیں، جس شخص نے انہیں سمجھ لیا ان شاء اللہ وہی کامیاب و کامران ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے عقائد کی اصلاح فرمائے۔ آمین

☆..........☆..........☆

ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث
لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 54 ☆ شمارہ 30
17 شعبان ☆ 1431ھ
30 جولائی ☆ 2010ء
C.P.L - 104

فون: 7656730 / 7670968 فیکس : 7659847

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

وطن کی فکر کرناداں..........!

آج کل وطن عزیز جس کرب وبلا سے گزر رہا ہے، استعماری قوتوں کے تیز جھکڑ، را، موساد، اورسی آئی کی سرخ آندھیوں نے جس طرح وطن عزیز کی سالمیت پر سوالیہ نشانات لگائے ہیں۔ کراچی میں ٹارگٹ کلنگ، بلوچستان میں قتل وغارت، پورے ملک میں خودکش حملے اور بم دھماکے۔ ادھر چوروں ڈاکوؤں کی یلغار، مہنگائی اس قدر کہ غریب نان شبینہ کے لیے اپنے بچے فروخت کے لیے پھرتے ہیں۔ یا پھر منتوں، دعاؤں سے مانگی ہوئی اولاد کو اپنے ہاتھوں زہر پلا کر خود بھی زہر پی کر قید زندگی سے فرار حاصل کرتے ہیں۔ پاک سرزمین کو ہندوستان اور افغانستان کی باہمی تجارت کے لیے خالہ جی کا صحن بنادیا ہے کہ تجارت کی آڑ میں ہندو بنیے کو "را" کے ایجنٹ واہگہ سے لے کر کراچی تک اور باب خیبر تک پہنچانے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ بجلی کی اس شدید گرمی میں چودہ چودہ گھنٹے لوڈشیڈنگ اور بل اس قدر زیادہ کہ الامان والحفیظ! بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے ملکی صنعت کا پہیہ جام! مزدور بے روزگار، دیہاڑی دار مزدور کو دو سواڑھائی سو روپے ملتی ہے اگر دیہاڑی لگ بھی جائے تو اس رقم میں گھر کا خرچ کیسے چل سکتا ہے؟

بیروزگاری کا یہ عالم ہے کہ گزشتہ دنوں پبلک سروس کمشن نے ایجوکیشن کے مضمون کے لیے ایس ایس کی پندرہ آسامیوں کے لیے تحریری امتحان لاہور میں لیا جس کے لیے اندازاً سات آٹھ ہزار امیدوار شریک امتحان ہوئے۔ طلباء فرسٹ ڈویژن کی ڈگریاں لیے جگہ جگہ انٹریوں کے لیے خوار ہوئے پھرتے ہیں۔ اور جعلی ڈگریاں والے ملک کی قسمت کا فیصلہ کرنے بیٹھے ہیں۔ اگر عدالتیں، میڈیا ان کا احتساب کرے تو چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھالیتے ہیں کبھی فرمایا جاتا ہے کہ اسمبلیوں کے خلاف سازش ہے۔ جمہوریت کو ڈی ریل کرنے کی کوشش ہورہی ہے اور سب سے خوبصورت تبصرہ رقبے کے لحاظ سے پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کے وزیراعلیٰ کا تھا جو کہ خیر سے خود بھی ڈگری ہولڈر ہیں فرماتے ہیں ڈگری تو ڈگری ہوتی ہے، اصلی ہو یا جعلی۔ وکلاء کی وفاداریاں خریدنے کے لیے نکلنے والے نوٹوں سے بھرے ہوئے بریف کیس والے وزیر صاحب خیر سے جو کسی دنیا کی نامعلوم یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی خریدے ہوئے اپنے اس مبارک سفر کے لیے طیارے کا مطالبہ بھی کررہے ہیں۔ عدلیہ کی توہین وتضحیک حکمرانوں کی اے کلاس ہی نہیں حکمران پارٹی کے ادنیٰ کارکنوں کا بھی مشغلہ بن چکا ہے۔

پارلیمنٹ کی بالادستی کے دلفریب نعروں سے عدلیہ کو اس کی حدود کے اندر رہنے کے مشورہ

مجلس ادارت

مدیراعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر : پروفیسر ڈاکٹر مزمل احسن شیخ
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
نائب مدیر انتظامی: مولانا محمد جابر حسین
معاون مدیر : مولانا عبداللطیف حلیم
منتظم : شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی
0301-4002662

فہرست

اداریہ	3
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ آل عمران	7
شرعی وخود ساختہ نظام	10
روزہ	14
محمد حسین شیخوپوری کا بچپن	16

☆..........☆..........☆..........☆

زرتعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

دیے جاتے ہیں اور ملک وقوم کی قسمت کا ہر اہم فیصلہ نہ صرف پارلیمنٹ سے بالا ہی بالا تر کیا جاتا ہے۔ بلکہ نظریہ ضرورت کے تابع پارلیمنٹ کو صحیح حقائق سے آگاہ بھی نہیں کیا جاتا۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ منظر پہلی دفعہ دیکھنے کو ملا ہے کہ ٹکٹ لے کر مسافر سٹیشن پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ مطلوبہ گاڑی تو حکومت نے دیگر اور بہت سی گاڑیوں کے ساتھ بند کردی ہے۔ کالا باغ ڈیم جیسا منصوبہ جو ملکی معیشت کے لیے سونے کی کان تھی۔ چند سیاستدانوں نے انڈیا سے پیسے لے کر مخالفت کرنے کی بنا پر ٹھپ کر دیا گیا۔ متعدد دیگر چھوٹے ڈیم بنانے کی خوشخبری سنائی گئی۔ منصوبے کو کاغذات سے باہر نکالنے کی تیاریاں شروع ہوئیں کہ انکشاف کیا گیا کہ منصوبے کے لیے رقم ہی نہیں ہے۔ امریکہ ہمارے شہروں پر ڈرون حملے کر کے روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں معصوم شہریوں کو شہید اور زخمی کر رہا ہے۔ حکمرانوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ امریکہ بڑا ملک ہے۔ ہم اس کو کیسے روک سکتے ہیں؟ ادھر امریکی اخبارات حکمرانوں کے منہ پر تماچے مارتے ہیں کہ ڈرون حملے حکومت پاکستان کی خفیہ ملی بھگت سے ہو رہے ہیں۔ قوم سے ہر بات چھپائی جاتی ہے جھوٹ بولا جاتا ہے، حکمران دونوں ہاتھوں سے ملک کو لوٹنے میں مصروف ہیں۔ کہ آئندہ قسمت سوارنے کا موقع شاید نہ مل سکے۔ آئی۔ ایم۔ ایف، عالمی بینک اور عالمی استعماری قوتیں

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

کے نعرے لگا کر مسلسل یوٹیلٹی بلز میں اضافے کا مطالبہ کر رہی ہیں ادھر امریکہ بہادر رات فوج کے ہاتھوں اپنے ہی شہریوں کے قتل وغارت پر ڈومور کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اللہ کی شان اب بھارت نے بھی اپنے آقا کی اوٹ میں چھپ کر ہمیں حکم دینا شروع کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ حافظ محمد سعید کی حوالگی کا مطالبہ اب بھارت کی بجائے امریکہ کا مطالبہ بن رہا ہے۔ ادھر لشکر طیبہ کو القاعدہ سے نتھی کر کے اس پر پابندیوں اور سختیوں کا مطالبہ ہو رہا ہے۔ جس امریکہ کی خوشنودی کے لیے ہمارے حکمران بچھے جا رہے ہیں وہ ہمیں ہاتھ پاؤں باندھ کر ہندوستان کے سامنے پھینکنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ امریکہ کی افغانستان جنگ میں ''جماں جنج نال'' بن کر ہم اپنا چالیس ارب ڈالر سے زیادہ کا نقصان کر چکے ہیں۔ ہماری معیشت تباہ ہو چکی ہے مغربی سرحدوں پر ہمارے محافظ ہمارے دشمن بن چکے ہیں ایسے میں اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا ہی کی جاسکتی ہے۔ کہ اس وطن عزیز کی حفاظت فرما۔ آمین

امیر جماعت اہلحدیث پشاور پروفیسر ثناء اللہ خاں کی بازیابی

26 جولائی بروز پیر صبح 6 بجے کے قریب پروفیسر ثناء اللہ خاں اغواء کاروں کی چنگل سے نکل کر اپنے گھر پہنچے۔ فوری طور پر وہ کوئی بھی تفصیل بتانے سے قاصر ہیں کیونکہ ان کی طبعی حالت اس قابل نہیں کہ وہ کچھ بتا سکیں۔ مزید تفصیلات ان کی صحت یابی پر ان سے دریافت کے بعد شائع کی جائیں گی۔
ہم جماعت اہلحدیث پاکستان کے کارکنان ان کی بازیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ [منجانب: کارکنان جماعت اہلحدیث پاکستان]

خطبہ جمعۃ المبارک

جامع مسجد قدس اہلحدیث چوک دالگراں لاہور میں 30 جولائی کا خطبہ جمعۃ المبارک

حافظ عبدالوحید روپڑی صاحب

ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ

[حافظ محمد جاوید روپڑی بن محدث روپڑیؒ]

درس قرآن مجید

جامع مسجد اہلحدیث وہاڑی میں 31 جولائی بعد نماز عشاء حافظ عبدالوہاب روپڑی درس قرآن مجید ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ [(مولانا) محمد اکرم ربانی]
جامع مسجد اہلحدیث مرید کے میں یکم اگست بعد نماز مغرب حافظ عبدالوہاب روپڑی درس قرآن پاک ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ [انتظامیہ مسجد ہذا]

حاجی محمد امین کے ماموں کا سانحہ ارتحال

حاجی محمد امین رائے پور ضلع اوکاڑہ کے ماموں حاجی محمد شفیع 24 جولائی 2010ء کو 93 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
نماز جنازہ مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی نے پڑھائی۔ مرحوم نے ایک بیٹا اور چار بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ حاجی محمد شفیع ملنسار، خوش اخلاق اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے انسان تھے۔ تمام قارئین سے ان کی مغفرت کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ [پروفیسر محمد منیر 40 G.D رائے پور اوکاڑہ]

الاستفتاء

حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

شب برأت

ماہ شعبان کی پندرھویں رات کے متعلق سوال کا جواب

سوال: گزارش ہے کہ ماہ شعبان المعظم کی پندرھویں شب جو ''شب برأت'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں جن بدعات اور خلاف شریعت حرکات کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ وہ تو قریباً معلوم ہیں لیکن کیا شریعت میں ماہ شعبان المعظم اور بالخصوص اس کی پندرھویں شب کے متعلق کوئی خاص احکام بھی آئے ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔ [سائل: عبدالخالق ڈھولن ہٹھار، ضلع قصور]

الجواب بعون الوہاب:

شعبان المعظم خیر وبرکت کا مہینہ ہے اور اس کی عظمت وبزرگی کا بیان احادیث میں ہے۔

عن اسامة بن زيد قال قلت يارسول الله لم اراک تصوم من شهر من الشهور ماتصوم فی شعبان قال ذلک شهر يغفل الناس عنه بين رجب ورمضان وهو شهر ترفع فيه الاعمال الى رب العالمين فاحب ان يرفع عملی وانا صائم. [ابو داؤد، نسائی]

''حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! جس کثرت سے آپ شعبان میں روزے رکھتے ہیں میں نے (سوائے رمضان کے) کسی دوسرے مہینے میں آپ کو اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ اس رجب اور رمضان کے درمیان والے مہینے شعبان کی فضیلت سے غافل ہیں۔ حالانکہ اس مہینے میں لوگوں کے اعمال اللہ کے دربار میں پیش کیے جاتے ہیں میری یہ خواہش ہے کہ جب میرے عمل پیش ہوں تو میرا روزہ ہو

اسی طرح اور بھی کئی احادیث ہیں جن میں پورے ماہ شعبان کی فضیلت اور بزرگی واضح ہوتی ہے۔ لیکن اس ماہ کی کسی خاص رات یا دن کی خصوصی فضیلت کے لیے کوئی صحیح روایت نہیں آئی۔ شعبان کی پندرھویں رات جو شب برأت کے نام سے مشہور ہے اس کی بابت متعدد روایات ہیں مگر وہ ضعیف ہیں اور بقاعدہ محدثین کرام ان سے کوئی روایت بھی جرح سے خالی نہیں ہے۔ مگر فضائل واعمال میں ضعیف حدیث بھی چونکہ علماء کے ہاں معتبر مانی جاتی ہے اس لیے ان روایات پر کوئی شخص عمل کرے تو اس پر انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اسی لیے چند احادیث درج ذیل ہیں۔

عن عائشة عن النبی ﷺ قال هل تدرين مافی هذه النصف يعنی ليلة النصف من شعبان قالت مافيها يارسول الله فقال فيها ان يكتب كل مولود بنی آدم فی هذه السنة وفيها ان يكتب كل هالک من بنی آدم فی هذه السنة وفيها ترفع اعمالهم وفيها تنزل ارزاقهم.

[مشکوۃ باب قیام شھر رمضان]

''سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: اے عائشہؓ تجھے معلوم ہے کہ شعبان کی پندرھویں رات میں کیا ہوتا ہے؟ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حضرت آپ ہی فرمائیے کیا ہوتا ہے؟ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس رات بارگاہ رب العزت میں بندوں کے متعلق ایک سال تک پیدا ہونے والے اور مرنے والے لکھے جاتے ہیں اس رات بنی آدم کے اعمال بکثرت چڑھتے ہیں اور ان کی روزی کا فیصلہ بھی ہوجاتا ہے۔''

رحمت وغفران:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا يومها فان الله تعالىٰ ينزل فيها لغروب الشمس الى السماء الدنيا فيقول الامن مستغفر فاغفرله الامسترزق فارزقه الامبتلى فاعافيه الا كذا كذا حتى يطلع الفجر. [حوالہ مذکورہ]

شعبان المعظم کی پندرھویں شب کا قیام کرو اور اس کے دن یعنی پندرھویں تاریخ کا روزہ رکھو، اللہ تعالیٰ اس رات غروب آفتاب سے ہی آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور اعلان فرماتے ہیں کہ:

☆ کوئی بخشش مانگنے والا ہے، میں اسے بخشوں۔

☆ کوئی روزی کا طالب ہے، میں اسے روزی دوں۔

☆ کوئی مصیبت زدہ ہے، میں اسے عافیت دوں۔

اسی طرح یہ اعلان رحمت وغفران طلوع فجر تک ہوتا ہے۔

بدقسمت لوگ:

کس قدر بدقسمت اور بدنصیب ہیں وہ لوگ جو رحمت اور بخشش کی اس صدائے عام کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہ جائیں۔ ایسے لوگوں کا بیان احادیث میں اس طرح آتا ہے۔

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ لیطلع فی لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقہ الا لمشرک او مشاحن۔ [حوالہ مذکور]

اللہ تعالیٰ ماہ شعبان کی پندرھویں شب کو نظر رحمت فرماتے ہیں اور اپنی تمام مخلوق کو بخشش دیتے ہیں۔ مگر مشرک اور بغض وکینہ رکھنے والے کی بخشش اس مبارک رات میں بھی نہیں ہوتی۔ ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں: الا اثنین شاحن وقاتل نفس۔ [حوالہ مذکور]

''یعنی بغض وکینہ رکھنے والے اور قاتل کو بھی نہیں بخشا جاتا''

اس کے علاوہ ترغیب الترھیب جلد اول الترغیب فی صوم شعبان وفضل لیلۃ النصفۃ میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ''لا ینظر اللہ فیھا الیٰ مشرک ولا الی مشاحن ولا الیٰ قاطع رحم ولا الیٰ مسبل ولا الی عاق لوالدیہ ولا الی مدمن خمر''

یعنی (۱) مشرک (۲) بغض وکینہ رکھنے والے (۳) قطع رحمی کرنے والے (۴) ٹخنے سے نیچے تہہ بند یا پاجامہ لٹکانے والے (۵) ماں باپ کے نافرمان (۶) شراب پینے والے۔

ان سب کی طرف اللہ تعالیٰ ماہ شعبان کی پندرھویں شب میں نظر بھی نہیں کرتا یہ سب لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شب برأت کی برکات سے محروم ہیں اور وہ لوگ بھی اللہ کی رحمت سے محروم ہیں جو اس رات کو لہو لعب عیش وعشرت آتش بازی وغیرہ لغویات کی نذر کر دیتے ہیں۔ آتش بازی اور پٹاخے چھوڑنا اور در و دیوار پر چراغاں کرنا عقل ونقل کسی لحاظ سے بھی صحیح نہیں اور اس تاریخ میں اہتمام سے حلوہ پکانا یہ بھی محض ایک رسم ہے جس کا شریعت میں کوئی وجود نہیں ہے۔

شب برأت میں چراغاں کرنے کی تردید کرتے ہوئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفیؒ لکھتے ہیں: ومن البدع الشنیع ما تعارف الناس فی اکثر بلاد الھند من ایقاد السراج ووضعھا علی البیوت والجدرات اتخاذا من رسوم الھنود فی ایقاد السراج للدوالی۔ [ماثبت بالسنۃ]

یعنی اکثر بلاد ہند میں یہ بدترین بدعت جاری ہو گئی ہے کہ لوگ اس رات کو کثرت سے چراغاں جلاتے ہیں اور ان کو گھروں کے مختلف گوشوں اور دیواروں پر رکھتے ہیں اور یہ رسم ہندوؤں سے لی گئی ہے۔ جس طرح ہندوؤں کے ہاں دوالی میں ہوتا ہے اسی طرح مسلمانوں کے ہاں شب برأت (وغیرہ) میں۔

اس رات چراغاں اور آتش بازی وغیرہ کے جو ہنگامے ہوتے ہیں انہیں دیکھ کر مسلمانوں کی حالت پر افسوس اور تعجب ہوتا ہے کہ ایک طرف تو اس رات کو افضل اور متبرک مانتے ہیں اور دوسری طرف ایسی لغو حرکات۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

☆............☆............☆

میرج سنٹر

ہر قسم کے دینی اور مذہبی رشتوں کے لیے رابطہ فرمائیں، مسلک اہلحدیث ہونا شرط ہے۔ تمام رشتے فی سبیل اللہ کروائے جاتے ہیں۔

[برائے رابطہ: عبدالغفور راشد، 0301-4559652]

ادریسین کے لیے دعائے مغفرت

25 مئی 2010ء کو مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ اور 9 جون 2010ء کو مولانا محمد ادریس فاروقیؒ سوہدروی اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ یقیناً دونوں کی وفات احباب جماعت کے لیے ایک بہت بڑا صدمہ اور جانکاہ دھچکا ہے۔ دونوں بزرگوں کا شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف نے سے دیرینہ تعلق تھا جس کی وہ خود ہی کسی فرصت میں وضاحت کریں گے۔ 1۔ اول ذکر ہاشمیؒ ایک دفعہ 1996ء میں راجووال تشریف لائے۔ اساتذہ سے تعارفی نشست ہوئی۔ اس وقت سے تا حال مدرسہ واساتذہ چند طلباء کے نام ''صدائے ہوش'' اعزاز جاری ہے۔

2۔ ثانی الذکر مولانا فاروقیؒ کے آباؤ اجداد کے مولانا یوسف سے بڑے گہرے وقدیم مراسم تھے۔ ماہنامہ ''ضیائے حدیث'' اس خاندان کی ایک بڑی علمی یادگار ہے۔ یقیناً یہ مرحومین کی بڑی خدمات ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ تمام اساتذہ وطلباء دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی خطائیں معاف فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین

تفسیر سورۃ آل عمران

(قسط نمبر 38) حافظ عبدالوھاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْماً كَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا أَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ أُولٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کیسے ہدایت دے جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور وہ گواہی بھی دے چکے ہیں کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ سچے ہیں، اور ان کے پاس واضح دلائل بھی آ چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ (ایسے ظالموں) کو ہدایت نہیں دیتا۔'' ''ان کی یہی سزا ہے کہ یقیناً ان پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔'' ''وہ ہمیشہ اسی (لعنت) میں رہیں گے نہ تو ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی انہیں ہدایت دی جائے گی۔'' (۸۸) ''مگر جو لوگ اسکے بعد توبہ اور اپنی اصلاح کر لیں تو بے شک اللہ تعالیٰ (توبہ کرنے والوں کو) بخشنے والا مہربان ہے۔''

<u>مشکل الفاظ کے معانی:</u>

كَيْفَ: کیوں کر۔

اَلْبَيِّنٰتُ: واضح دلائل۔

لَا يُخَفَّفُ: نہ ہلکا کیا جائے گا۔

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ: اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔

<u>ماقبل سے مناسبت:</u> پہلی آیات میں دین فطرت یعنی دین اسلام اور فطرت سے اعراض کرنے والوں کا تذکرہ اور ان کا انجام مذکور تھا۔ ان آیات میں دین فطرت کو قبول کرنے کے بعد اس کا انکار کرنے والوں کا تذکرہ کر کے ان کی جزاء بیان کی گئی ہے۔

<u>شان نزول:</u> حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے اسلام قبول کیا پھر مرتد ہو گیا اور مشرکین سے جا ملا پھر وہ (اپنے اس گناہ پر) نادم ہوا۔ اس نے اپنی قوم کے پاس کسی کو بھیجا (اس پیغام کے ساتھ) کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کریں کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ اس کی قوم نے کسی آدمی کو (یہ قرآن کی آیات سنانے) اس کے پاس بھیجا اس نے دوبارہ اسلام قبول کر لیا۔

[سنن نسائی کتاب تحریم الدم باب توبۃ المرتد ص ۱۲۸ رقم ۴۰۶۸ للالبانی]

<u>التوضیح:</u>

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْماً كَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا أَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اسلام دین فطرت ہے اور دین فطرت میں کسی کو دین کی قبولیت میں جبر نہیں کیا جا سکتا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے 'لا اکراہ فی الدین' کہہ کر کسی کو جبر کے ساتھ دین فطرت قبول کروانا ممنوع قرار دیا ہے۔ لیکن جو لوگ خوشی سے دین فطرت کو قبول کر لیں پھر ان کا اس دین سے پھر جانا انتہائی خطرناک اور ایک متعدی بیماری کی طرح ہے۔ اگر اس بیماری کا معقول علاج ہو جائے وہ بیماری اسی جگہ پر ختم ہو جاتی ہے۔ اگر معقول علاج نہ ہو یا علاج کے باوجود بیمار عضو صحت یاب نہ ہو تو وہ دوسرے اعضاء کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ جسے آج کے موجودہ دور میں کینسر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگر بروقت اس عضو کو جسم سے کاٹ کر جدا نہ کیا جائے یہی عضو تمام جسم کی تباہی اور بربادی کا سبب بنتا ہے۔ بعینہٖ یہی مثال دین فطرت کو قبول کرنے کے بعد اس سے انحراف کرنے والے کی ہے۔ اگر وہ شرعی ادلہ کو مان کر سچی توبہ کر کے دوبارہ دین اسلام قبول کر لے تو اس کی

ارتداد کی بیماری ختم ہو جاتی ہے اگر معاملہ اسکے برعکس ہو تو پھر یہ معاشرے کا ایک ناسور ہے جس کا علاج اسے جڑ سے کاٹ دینا ہے۔ تاکہ بقیہ معاشرہ صحت مند اور دین فطرت پر قائم رہ سکے۔ کیونکہ دین فطرت سے ارتداد ایک ناسور تھا اگر وہ اس پر قائم رہے تو اس کا علاج بھی یہی تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائیں وہ کسی طرح اپنی منزل مقصود (اللہ تعالیٰ کی رضامندی) کو حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ منزل مقصود کو پانے کے لیے ایمان کے لانے کے بعد استقامت اور صبر اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ جو لوگ اس طرح نہیں کرتے وہ اپنی منزل مقصود کو نہیں پا سکتے۔

نوٹ: مرتد کے تفصیلا احکام سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ...... اور سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ...... میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں بعض احکام جو وہاں ذکر نہیں ہو سکے ان کے ذکر پر ہی ہم اکتفا کریں گے۔

مرتد کے نکاح کا حکم: زوجین میں سے کسی ایک کے مرتد ہوتے ہی نکاح فسخ ہو جائے گا۔ قرآن مجید میں ہے: "ولا تمسکوا بعصم الکوافر"

مرتد کے مال کا حکم: کوئی شخص ارتداد کے بعد توبہ کر کے اسلام کو قبول کرلے تو بالاتفاق اس کا مال اس کی ملکیت ہی رہے گا۔ اگر وہ حالت ارتداد میں فوت ہو گیا یا قتل کر دیا گیا یا وہ دارالحرب کی طرف چلا جائے گا تو سلطنت اسلامیہ میں موجود اس کا مال اسکی ملکیت نہ رہے گا۔ بلکہ وہ مسلمانوں کے بیت المال میں جمع ہو جائے گا۔ کیونکہ مرتد ہوتے ہی شرعاً اس کی ملکیت ختم ہو جائے گی۔ [الفقہ الاسلامی ج ٦ ص ١٨٨٦]

مرتد کی میراث کا حکم: مرتد کے فوت یا قتل ہونے کے بعد اس کی وراثت سے اس کا قرضہ، جرائم کا جرمانہ یا دیت وغیرہ اور بیوی کا نان ونفقہ کو ادا کیا جائے گا کیونکہ یہ حقوق اس کے ذمہ واجب تھے کہ جو ارتداد کی وجہ سے ختم نہیں ہو سکتے اور باقی ماندہ مال اس کے ورثاء میں تقسیم نہیں کیا جائے گا بلکہ مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کیا جائے گا کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ "لایرث المسلم الکافر ولا یرث الکافر المسلم." "نہ تو کافر کا وارث مسلمان بن سکتا ہے اور نہ ہی کافر مسلمان کا وارث بن سکتا ہے۔" [مسند امام احمد تلخیص الحبیر ج ٣، ص ٨٤ طبع مصر...... سبل الاسلام ج ٣، ص ١٩٨ الاتمام ص ٣٨٨]

مرتد کے قرضوں کی ادائیگی کا طریقہ: مرتد کے حالت اسلام میں لیے گئے قرضوں کو اس کے اس مال سے ادا کیا جائے گا جو اس نے حالت اسلام میں کمایا تھا اور جو قرضے اس نے حالت ارتداد میں لیے تھے ان کی ادائیگی اس مال سے ہوگی جو اس نے حالت ارتداد میں کمایا تھا۔

[الفقہ الاسلامی ج ٦، ص ١٩٣]

مرتد اور خالص توبہ: کوئی بھی انسان اگر اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جائے تو اس کو توبہ کی پیش کش کی جائے گی۔ اگر وہ سچی اور خالص توبہ کرلے تو اس کے لیے معافی ہے لیکن اگر وہ اپنے ارتداد سے باز نہ آئے تو اس کی سزا قتل ہے، خواہ مرد ہو یا عورت۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"ان النبی ﷺ أرسله الی الیمن قال له ایما رجل ارتد عن الاسلام فادعه فان عاد والا فاضرب عنقه و یما امراة ارتدت عن الاسلام فادعها فان عادت والا فاضرب عنقها."

کہ جب نبی ﷺ نے انہیں یمن کی طرف روانہ کیا تو فرمایا جو کوئی مرد یا عورت مرتد ہو جائے اس پر اسے اسلام کی دعوت دینا (اور توبہ کی پیشکش کرنا) اگر وہ اسلام کی طرف لوٹ آئے تو اسے کوئی سزا نہ دینا لیکن اگر اس نے ارتداد کو نہ چھوڑا تو اس کو قتل کر دینا۔

[رواہ الطبرانی فی معجمه عن معاذ بن جبلؓ]

اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ٥ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ٥

جس نے اسلام قبول کرنے کے بعد دوبارہ پھر سے شرک وکفر کی راہ کو اختیار کیا تو یہ ایسا بدبخت ہے کہ اس پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور فرشتے بھی اور تمام انسان بھی اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

ملعون اور عذاب الٰہی: جس بدنصیب پر اللہ نے لعنت بھیج دی اس کی بدبختی کا اندازہ ان آیات سے لگایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"ان الله لعن الكفرين واعدلهم سعيرا"

"بے شک اللہ نے کفار پر لعنت کی اور ان کے لیے دھکتی ہوئی آگ تیار کی ہے" [الاحزاب: ٦٤] ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "ومن يلعن الله فلن تجدله نصيرا." "اور جس پر اللہ لعنت کر دیں پھر آپ اس کا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔" [النساء: ٥٢]

الغرض قبول اسلام کے بعد ایمان کو ترک کر کے کفر کی راہ کو اختیار کرنے والا لعنت کا مستحق ٹھہرے گا اور رحمت الٰہی سے ہمیشہ محروم،

ں رہے گا۔

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ۝

پھر فرمایا مرتد ہمیشہ اس لعنت اور عذاب الٰہی میں جکڑے رہیں گے نہیں کبھی بھی اس عذاب سے نہ تو چھٹکارا ملے اور نہ ہی اس عذاب میں کوئی تخفیف ہوگی، مسلسل اور دائمی عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْا

مرتد کے لیے اللہ کی لعنت اور دائمی عذاب کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اس لعنت اور عذاب سے صرف وہی مرتد بچ سکے گا جس نے سچی اور خالص توبہ کی اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اسلام کو من وعن قبول کیا اور توبہ کے ساتھ ساتھ وہ اپنی اصلاح بھی کریں ان کی خالص توبہ اور اصلاح نفس وعقائد پر اللہ تعالیٰ اپنی لامحدود رحمت واسعہ کے ساتھ ان کے گناہوں پر معافی کے قلم پھیر دے گا کیونکہ

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ .

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور اصلاح کرنے والوں پر خصوصی فضل وکرم کے ساتھ اپنی مغفرت اور رحمت کے دروازے کھول دیتے ہیں

آیات سے اخذ شدہ مسائل:

1۔ راہ حق کو پالینے کے بعد پھر سے دوبارہ کفر کو اپنانے والوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتے۔

2۔ انکار حق کرنے والے ظالم اور ہدایت ربانی سے محروم ہیں۔

3۔ مرتد کی دنیاوی سزا قتل ہے، جبکہ جبکہ اخروی اور ایک مزید دنیاوی سزا اللہ تعالیٰ وفرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

4۔ مرتد ہمیشہ اس لعنت اور عذاب میں مبتلا رہے گا اور اس عذاب میں کوئی تخفیف نہ ہوگی۔

5۔ مرتد پر تین مرتبہ توبہ کی پیشکش کی جائے گی اگر وہ اسلام کی طرف لوٹ آئے تو اس پر کوئی حد نہیں اور اس کی توبہ کو قبول کیا جائے گا۔

6۔ خالص توبہ اور اپنی اصلاح کرنے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کے حقیقی مستحق ہیں۔

☆.........☆.........☆

جماعت اہلحدیث پاکستان کے زیر اہتمام کروائے جانے والے تبلیغی واصلاحی پروگرام ودروس قرآن وحدیث

یہ تمام پروگرام بعد از نماز مغرب ہوئے جو کہ ناظم تبلیغ تحصیل مرید کے مولانا عبدالحفیظ کی زیر نگرانی میں ہوئے۔ جن کی ترتیب یہ ہے:

جامع مسجد اہلحدیث ڈیرہ چندو وال شیخوپورہ

1۔ 25 اپریل بروز اتوار بعد از نماز مغرب درس منعقد ہوا جس میں مولانا عبدالحفیظ ناظم تبلیغ مرید کے اور قاری محمد دین طہ امام مسجد اہلحدیث داؤد کے نے خطاب کیے۔

2۔ 26 اپریل بروز سوموار جامع مسجد تقویٰ اہلحدیث ظفر پارک چونگی نارنگ مرید کے میں مولانا عبدالرحمٰن یزدانی اور مولانا قاری محمد دین طہ آف جڑانوالہ نے درس دیے۔

3۔ 28 اپریل بروز بدھ جامع مسجد باب الرحمت پرانا روڈ نارنگ چونگی مرید کے میں مولانا محمد یسین آف چک کبواں اور حافظ محمد دین طہ امام مسجد داود کے نے خطاب کیے۔

4۔ جامع مسجد مبارک اہلحدیث چوڑا اڈا راجپوتاں نارووال روڈ مرید کے میں 30 اپریل بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز عشاء مولانا محمد رفیق غفاری، قاری سیف الاسلام صدیقی اور مولانا عبدالحفیظ ناظم تبلیغ مرید کے نے تقاریر کیں۔

5۔ 2 مئی بروز اتوار جامع مسجد قباء اہلحدیث سلطان پارک مرید کے میں مولانا عبدالحفیظ اور سید زاہد عزیز آف ننگل ساہداں نے سیرۃ النبی پر واعظ کیا۔

6۔ جامع مسجد محمدی اہلحدیث جی ٹی روڈ مرید کے میں درس قرآن ہوا۔

جماعت اہلحدیث پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات مفسر قرآن مناظر اسلام حضرت مولانا حافظ عبدالوہاب روپڑی نے رحمان پورہ جامع مسجد قدس اہلحدیث مرید کے میں جمعہ پڑھایا۔ اس کے بعد مولانا عبدالحفیظ کی دعوت پر جامع مسجد محمدی اہلحدیث جی ٹی روڈ پر نماز عصر کے بعد درس قرآن دیا۔ درس قرآن کے بعد میں سوال وجواب کی نشست بھی ہوئی۔ حافظ صاحب کو محمدی مسجد آنے پر راستہ میں ان کا شاندار استقبال کیا گیا، جن میں شرکاء مولانا عبدالحمید سلفی سرپرست جماعت اہلحدیث مرید کے، نائب امیر قاری سیف اللہ، سید زاہد عزیز، محمد دین طہ، جماعت اہلحدیث مرید کے کے امیر ڈاکٹر محمد شفیق اور ناظم تبلیغ مولانا عبدالحفیظ ودیگر ساتھیوں نے نعروں اور پھول نچھاور کر کے استقبال کیا۔

شرعی و خود ساختہ نظام عدل کا جائزہ

عطا محمد جنجوعہ ....قسط نمبر: 2 آخری

محترم حنیف خالد سیاسی ایڈیشن میں لکھتے ہیں: ''وادی سوات کے عوام ہمیشہ سے شرعی نظام عدل کے تحت زندگیاں گزارتے رہے ہیں، 1969ء میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر یحییٰ خاں کے دور میں مذاکرات کے بعد والی ریاست نے اپنی ریاست کا پاکستان سے الحاق کر دیا تو اس معاہدہ کی بنیادی شق بھی یہی تھی کہ پاکستان سے الحاق کے بعد بھی وادی سوات میں صوبوں سے جاری شرعی نظام عدل جاری رکھا جائے گا۔

صوبہ سرحد کی سیف اللہ فیملی کے چشم و چراغ اور فیلڈ مارشل ایوب خاں کے قریبی رشتہ دار سابق وفاقی وزیر سلیم سیف اللہ خاں نے سوات میں نفاذ شریعت محمدی کے متعلق حکومت اور تحریک کے معاہدے کی تفصیلات بتائیں، ان کا کہنا تھا: ریاست سوات جو آج کے نصف درجن کے لگ بھگ اضلاع پر مشتمل ہے، ایوبی دور میں خود مختار ریاست تھی۔ ایوب خاں نے اسب 'چترال' دیر کی ریاستوں کا الحاق پاکستان کے ساتھ کرالیا تھا۔ یحییٰ خاں کے دور میں 70-1969ء میں والی ریاست گل جہاں زیب نے آخری ریاست سوات کا الحاق پاکستان کے ساتھ کیا۔

الحاق معاہدہ میں درج تھا کہ صوبوں سے ریاست میں رائج قرآن وسنت کا جو شرعی نظام چلا آ رہا ہے وہ پاکستان کے ساتھ الحاق کے باوجود ریاست سوات میں مسلسل نافذ رکھا جائے گا۔ سلیم سیف اللہ کے مطابق پاکستان کے ساتھ الحاق تک سوات میں جرائم نہ ہونے کے برابر تھے۔ قتل کی واردات تو ڈھونڈنے سے بھی نہ ملتی تھی، صوبوں سے غیر منقسم ہندوستان اور دوسرے ممالک کے سیاح سوات آیا جایا کرتے تھے، سوات میں ہر ایک کی جان و مال محفوظ تھی۔ سوات کے والی کے صوبیدار انکم ٹیکس کی بجائے اسلامی نظام کے مطابق سالانہ اڑھائی فیصد زکوۃ، اراضی اور باغات کی پیداوار کا دسواں حصہ (عشر) وصول کرتے تھے۔ اس آمدنی سے ریاست سوات میں سڑکیں، پل اور دوسری مقامی ضروریات کا انفراسٹرکچر بنایا جاتا تھا۔ لوگ خوشحال تھے۔ وادی سوات کی حدود میں نہ صرف لڑکوں کے بلکہ لڑکیوں کے سکول بطریق احسن کام کیا کرتے تھے، کوئی انتہا پسند ودہشت گرد نہ تھا۔

مگر آہستہ آہستہ انگریز کا قانون نافذ ہونے سے جب وہاں کے لوگوں کو پاکستان کے باقی حصوں کی طرح انصاف ملنا مشکل ہو گیا۔ تو ناانصافی کے شکار سوات کے لوگوں نے قانون ہاتھ میں لینا شروع کر دیا۔ سلیم سیف اللہ نے معاہدے پر حکومت اور تحریک کے لیڈروں کو مبارکباد دی۔'' صیہونی چیلوں نے سوات میں دہشت گرد کارروائیاں کر کے مقامی آبادی کو مزاحمت کرنے پر مجبور کر دیا۔ پاک فوج کو حکومتی رٹ بحال کرنے کے لیے آپریشن کرنا پڑا۔ 25 لاکھ سے زیادہ مقامی آبادی کو نقل مکانی کرنی پڑی۔ اس طرح شرعی نظام عدل کا معاہدہ دفن ہو کر رہ گیا اور مستقبل میں سیکولر نظام رائج کرنے کی راہ ہموار ہو گئی۔ صیہونی تنظیم کی منشاء ہے کہ ان کی نئی نسل تو اپنے مذہب سے والہانہ وابستہ رہے لیکن غیر یہودی ملحد ہو کر دینی حمیت سے محروم ہو جائیں صیہونی تھنک ٹینک نے ہیومنزم کو متعارف کرایا کہ انسان اپنا خدا خود ہے، وہ اپنی زندگی کے فیصلے کرنے میں خود مختار اور آزاد ہے، کوئی آسمانی ہستی ایسی نہیں جس کی اطاعت انسان پر فرض ہو، چونکہ یہ نظریہ مذہب سے صریح تصادم تھا۔ اس کو خاطر خواہ پذیرائی حاصل نہ ہو سکی۔ چنانچہ ہیومنزم کے ردعمل میں سیکولرزم کا نظریہ پیش کیا گیا کہ اگر کوئی خدا کو ماننا چاہتا ہے تو اپنی پرائیویٹ زندگی میں مان لے لیکن معاشرہ اور ریاست کے اجتماعی امور میں خدائی ہدایات کا عمل دخل نہیں ہونا چاہیے۔ اہل مغرب میں سیکولر نظریہ کے پرچار کے لیے آزادی، مساوات اور اخوت کے نعروں کی گونج قریہ قریہ پہنچ گئی۔ انہوں نے صرف ملکی قانون اور بین الاقوامی ضابطوں کو سیکولر بنیاد پر استوار کیا بلکہ وہ دنیا بھر خصوصاً مسلم دنیا میں نافذ کرنے کے لیے سرگرم عمل ہو گئے، یورپی اقوام نے مسلم دنیا پر تسلط کے دوران سیکولر نظام عدل رائج کیا۔ انہوں نے بعض مسلم لیڈروں کو اس حد تک ہم نوا بنا لیا جو نفاذ شریعت کے طریقہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے فخریہ انداز میں جواب دیتے ہیں کہ ہم صرف اس قانون کو شریعت مانتے ہیں جس کو عوام کے منتخب ادارہ منظور کرے۔ یہ سیکولر نظام کی عکاسی نہیں تو اور کیا ہے؟ جس وقت اہل سوات نے شرعی نظام کی بحالی کا مطالبہ کیا تو اس وقت ممکنہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں پاکستان کے دیگر حصوں میں شرعی عدل کی تحریک مقبولیت حاصل نہ کر جائے۔ اس دوران پاکستان میں خود ساختہ نظام عدل کی آزادی کی تحریک میں شدت آ گئی اور لانگ

مارچ تک نوبت پہنچ گئی۔ عوام نے سڑکوں پر نکل کر دل کا غبار نکال لیا۔ حکومت نے 15 مارچ 2009ء کی شب ملک میں آزاد عدلیہ کے قیام اور افتخار چوہدری کی بحالی کا اعلان کر دیا۔ عوام عدل کے نام پر قربانیاں دے کر مطمئن ہو گئے، یہی وجہ ہے کہ عوام ڈرون حملوں کے خلاف احتجاج کے لیے سڑکوں پر آنے کے لیے ڈر گئی تھی۔ میڈیا کے مطابق فیصل آباد کرائم میں پہلے نمبر پر رہا جہاں 5 ماہ میں 12596 مقدمات درج ہوئے۔ مزید وضاحت سے لکھا ہے کہ ایک سال کے دوران قتل کے 204 مقدمات، اقدامات قتل کے 218، زیادتی کے 64، نقب زنی کے 329 مقدمات درج ہوئے۔ [روزنامہ ایکسپریس 09-7-6] توجہ طلب پہلو یہ ہے کہ خودساختہ نظام عدل کی آزادی اور چیف جسٹس کی بحالی کا عوام کو کیا ریلیف ملا؟ سکول جانے والی بچیوں سے گینگ ریپ کے واقعات، خرکاروں کے ہاتھوں بچوں کا اغوا، معمولی تنازعہ پر قتل وغارت کی نوبت، دن دیہاڑے ڈاکے اور رات کو نقب زنی کی وارداتیں روزمرہ زندگی کا معمول بن چکے ہیں۔ ان میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوئی بلکہ پہلے کی نسبت اضافہ جاری ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ خودساختہ نظام عدل کے قوانین جرائم کی شرح کو کم کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ خودساختہ عدل کی بنیاد سیکولر نظریہ پر ہے کہ انسان خود خیر وشر میں تمیز کر سکتا ہے۔ اسے معاشرہ اور ریاستی قوانین وضع کرنے کے لیے کسی آسمانی ہدایت کی ضرورت نہیں باعث تعجب ہے کہ اگر انسان خیر وشر میں خود تمیز کر سکتا ہے تو دوسروں کے حقوق غصب کرنے کے واقعات قطعاً رونما نہ ہوتے، وہ معصوم بچیوں سے درندگی کا مظاہرہ نہ ہوتا، ننھے منھے پھولوں کو ماں کی شفقت اور تعلیم کے زیور سے محروم کر کے خرکاری کے کام پر نہ لگاتا۔ چند ایکڑ وراثتی زمین کی حرص میں اپنے بھائی کا گلہ نہ گھونٹ دیتا اور اپنی بہن کی شادی قرآن سے نہ کرتا۔ بوڑھے والدین کی خدمت سے بچ جا کر ان کو اولڈ ہاؤس نہ منتقل کرتا اگر انسان خیر وشر میں بخوبی ادراک کر سکتا تو رشتے ناطے کرنے کے بعد طلاق کی نوبت نہ آتی۔ جرائم کا ارتکاب کر کے جیل کی تنگ وتاریک کوٹھڑی میں پاگل نہ ہوتا۔ اگر تمیز کرنے پر ہمہ وقت قادر نہیں تو شر کی روک تھام کے لیے پائیدار قوانین کیسے وضع کر سکتا ہے۔ اگر وہ خود بنائے گا تو یقیناً اس میں ذاتی، برادری اور جماعتی مفاد کو ترجیح دے گا۔ ماں اپنے بچوں کی پرورش اور نگہداشت میں محتاط رویہ اختیار کرتی ہے۔ معصوم بچہ دہکتے کوئلوں کی طرف لپکے، آفتاب کی تپش یا تاریک آندھی میں گھر کی چار دیواری سے نکلنے کے لیے اصرار کرے تو شفیق ماں بچے کو زدوکوب کرتی ہے، اس مار کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ بچے کو مستقبل میں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ اس زدوکوب کو دیکھ کر دوسرے عبرت حاصل کرتے ہیں۔ خالق کائنات نے انسان کو تخلیق کیا، تو اس کو شر کے امور سے بچانے اور خیر کا راستہ دکھانے کے لیے انبیائے کرام مبعوث فرمائے۔ رشد وہدایت کے ضابطے آسمانی کتب وصحائف کی صورت میں نازل کیے۔ اگر کوئی شیطانی بہکاوے میں آ کر جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو ماں سے ستر گناہ زیادہ رحیم، کریم، نے جرائم کے سدباب کے لیے سزاؤں کا تعین کر دیا تا کہ عارضی زندگی میں سزا بھگت کر آخرت کے دائمی عذاب سے بچ جائیں۔ سزا کا مظاہرہ دیکھ کر دوسرے خود بخود عبرت حاصل کریں، کسی کو دوسروں کے حقوق پامال کرنے کی جرات نہ ہو۔ شرعی نظام عدل سے معاشرہ میں امیر غریب کی عزت، جان اور مال کو تحفظ حاصل ہوتا ہے۔

اس وقت سعودی عرب میں اسلامی نظام عدل کی حکمرانی ہے۔ برطانوی سروے کے مطابق سعودی شہری دنیا میں زیادہ مطمئن اور یہاں کا معاشرہ سب سے زیادہ پرامن تسلیم کیا گیا، دگر مسلم ممالک میں خودساختہ نظام عدل رائج ہے وہاں پر ہر سال پہلے کی نسبت جرائم میں اضافہ ہوتا رہتا ہے تحریک انصاف کے سربراہ نے اعتراف کیا ہے: ''سوات کے لوگوں کو قاضی عدالتوں سے انصاف ملتا تھا وہ اس سے مطمئن تھے مگر 1974ء میں اسے پاکستانی قوانین اور عدالتی نظام میں تبدیل کر دیا گیا مصدقہ اطلاعات کے مطابق 1974ء میں قتل کی وارداتیں صرف 10 ہوئیں جو 1975ء میں 700 تک جا پہنچیں۔ [روزنامہ جنگ 09-4-13]

شرعی نظام عدل کی اساس تقویٰ پر ہے۔ رب کا ارشاد ہے: اعدلوا هو اقرب للتقوى. عدل کرو کہ یہی تقویٰ کے قریب تر ہے۔ [المائدہ: ۸]

متقی روز محشر اللہ کے سامنے جواب دہی کے خوف سے انصاف کا دامن تھامے گا وہ رنگ زبان، نسل، وطن اور مذہب ومسلک کی بنیاد پر کسی سے امتیازی سلوک نہ کرے گا۔ تقویٰ عدل کے دونوں پلڑوں کے توازن کو برقرار رکھنے کا فطری نظام ہے۔ جس کی روح دین اسلام ہے۔

خاندان، معاشرہ اور ریاستی امور میں باہمی تنازعوں کا رونما ہونا فطری امر ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسکے حل کے لیے نسخہ بیان فرمایا ہے:

فان تنازعتم فی شی فردوہ الی اللہ والرسول. [النساء: ۵۹]

''پھر آپس میں کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیرو۔'' مفسرین کا اتفاق ہے کہ کوئی بھی دینی یا دنیاوی جھگڑا ہو تو اسکا فیصلہ اللہ سے یعنی اس کی کتاب قرآن مجید یا رسول یعنی اس کی سنت واحادیث کے موافق کرانا ہے۔ جب شرعی قوانین کا ماخذ کتاب

وسنت ہو، تقویٰ جس کی بنیاد ہو تو اس معاشرہ میں، ریاست میں جرائم کی شرح کم ہو جاتی ہے۔ خود ساختہ نظام عدل دراصل خواہشات نفسانی کا ایجنڈا ہوتا ہے۔ عوامی حکومت کے دور میں حکمران پارٹی اپنے سپوٹران کو انتظامی وعدالتی عہدوں پر فائز کرتی ہے۔ جو فرائض منصبی کے دوران عدل وانصاف کی بجائے پارٹی مفاد کو ترجیح دیتے ہیں۔ علاقہ کے ناظم، قومی و صوبائی اسمبلی کے ممبران انتخابی معاونین کو سرکاری گرانٹ سے مالی سپورٹ اور دیگر مراعات سے نوازتے ہیں اور اپنے ووٹران کے ہر قسم کے جائز وناجائز معاملات ومقدمات میں سرکاری اثر ورسوخ استعمال کرتے ہیں۔ چاہے وہ ظالم ہے یا مظلوم۔ ان کے ذہنوں پر عوامی وسیاسی مفاد کا بھوت سوار ہوتا ہے کہ آئندہ الیکشن میں کامیابی کے امکان روشن ہو جائیں اللہ ذوالجلال نے نبی مکرم کو مخاطب کرکے مسلمانوں کو تنبیہ کی ہے: "وان احکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواءھم واحذرھم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک." "اور کہ تم اس کے موافق حکم کرو جو اللہ نے اتارا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر اور ان سے بچتا رہ کہ تجھے کسی ایسے حکم سے بہکا نہ دیں جو اللہ نے تیری طرف اتارا ہے۔"

یہ حقیقت ہے کہ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وکیلوں کی جرح کے دوران فرضی گواہوں کی شہادت کی قلعی کھل جاتی ہے۔ ملزم پر جرم کی نوعیت شبہ میں پڑ جاتی ہے شرعی نظام آسان اور سادہ ہوتا ہے، جائے واردات پر موجود دوست ودشمن گواہی دینے کو اخلاقی فریضہ سمجھتے ہیں۔ عدالتی کارروائی میں مجرم کو قرار واقعی سزا مل جاتی ہے۔ تقویٰ کی دولت سے محروم بعض قانونی معاونین اصل حقائق سے آگاہ ہونے کے باوجود قاتلوں، چوروں، لٹیروں اور غاصبوں کی اعانت کرتے ہیں ان کو بے قصور ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔

لیکن شرعی نظام میں جائز معاملات میں تو سفارش اور اعانت کی گنجائش ہے لیکن ظالم کی سفارش یا اعانت کرنا ممنوع، حرام ہے۔ خاندان کے ازدواجی اور وراثتی معاملات نازک اور پیچیدہ ہوتے ہیں، چونکہ خود ساختہ نظام عدل سرکاری دستاویزات کی روشنی میں فیصلے صادر کرتے ہیں۔ زبانی معاہدوں کا احترام نہیں کیا جاتا۔ اس لیے خاندانوں میں کدورت اور عداوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ شرعی نظام عدل میں حکم ہے کہ رشتہ داروں کے مقدمات ان میں ہی واپس کرو تا کہ ثالثوں کی مدد سے آپس میں صلح کی صورت نکال لیں، چنانچہ مقامی ثالث مدعی، مدعا علیہ اور گواہوں کے بیان سن کر دلائل و براہین کی روشنی میں ملزم پر فرد جرم ثابت کرتے ہیں یا بے قصور۔

اسی طرح جائیداد میں کسی کا حق ظاہر کرتے ہیں اور دوسرے کو محروم۔ اس لیے ثالثی فیصلوں میں صلح کی گنجائش نکل آتی ہے۔ بصورت دیگر دلائل پر مبنی فیصلہ سن کر انتقامی جذبہ تو پیدا نہیں ہوتا۔ شرعی نظام میں مفرور ملزموں کا تعاقب اور گرفتار کرکے قاضی کے سامنے پیش کرنا حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ جرم ثابت ہونے پر قاضی یا امیر اسے معافی نہیں دے سکتے، معافی کا اختیار صرف مدعی کے پاس ہوتا ہے۔ جبکہ خود ساختہ نظام عدل میں ملزموں کو نامزد کرنا، مفرور ہونے کی صورت میں تلاش کرنا، گرفتاری کے لیے انتظامیہ کا خرچہ برداشت کرنا، مدعی کے ذمہ ہوتا ہے۔ عدالتی کارروائی میں سالہا سال تاریخوں کے دوران گواہوں کو پیش کرنے کا خرچہ وکیلوں کی بھاری فیس پر بے تحاشا روپیہ خرچ ہوتا ہے، عموماً مقتول کے ورثاء کو قیمتی اثاثہ نیلام کرنا پڑتا ہے۔ اگر قانونی کارروائی میں ملزم بری ہو جاتا ہے تو مقتول کے ورثاء کی جان کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ اس لیے وہ قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ عدالتی کارروائی میں قاتل کو پھانسی کی سزا ملتی ہے، بعض اوقات رحم کی اپیل پر اسے معافی مل جاتی ہے۔ ایک واقعہ ہے کہ سات افراد کے قاتل کو جس رات پھانسی کی سزا ملنی تھی، حکومتی سربراہ کی حلف برداری کی تقریب کی رعایت سے اس کی سزا عمر قید میں تبدیل ہو گئی، وہ چند سال جیل کی سزا کاٹ کر گھر آ گیا۔ خود ساختہ نظام عدل کے طریق کار سے جرائم پیشہ افراد کو شہ ملتی ہے، معاشرہ میں عزت، جان ومال کا تحفظ غیر یقینی بن جاتا ہے۔ ریاست میں بدامنی اور بے چینی بڑھ جاتی ہے، حکومت غیر ملکیوں کو طرح طرح کی سہولتوں کی پیشکش کرے لیکن وہ سرمایہ کاری کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ سعودی عرب میں شرعی نظام عدل رائج ہے۔ وہاں مقیم ایک پاکستانی کی غیر موجودگی میں کسی نے اس کی بیوی کو قتل کر دیا۔ فوری طور پر قاتل کا سراغ نہ مل سکا۔ لیکن سعودی پولیس از خود ملزم کو تلاش کرتی رہی عرصہ تین سال بعد پولیس نے مذکورہ پاکستانی سے رابطہ کیا کہ آپ کی بیوی کا قاتل مل گیا ہے۔ مقررہ تاریخ پر قاضی نے اسے مخاطب ہو کر کہا: تیری بیوی کا قاتل سامنے کھڑا ہے، اس نے تیرا گھر اجاڑا ہے چونکہ قاتل کی بہن بالغ ہے حکومت نے ان کو آمادہ کر لیا ہے، قاضی نے باہمی رضامندی سے نکاح کر کے اس کے گھر کو آباد کیا۔ اس کے بعد قاضی نے حکم صادر کیا آپ چاہیں قاتل سے قصاص لیں، دیت پر راضی ہوں یا اسے معاف کر دیں۔ اس نے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد قاتل کو معاف کر دیا قاضی نے نہایت حکمت عملی سے شرعی تقاضے پورے کر کے دو خاندانوں کے مابین انتقامی جذبہ کو پرامن اور خوشگوار

ماحول میں تبدیل کردیا۔ شرعی نظام عدل کا طریقہ کار پیچیدہ اور مشکل نہیں ہوتا۔ عدالتی کارروائی قومی زبان میں ہوتی ہے، انصاف مفت اور جلد حاصل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برطانیہ میں غیر مسلموں کا شرعی عدالتوں کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے (لندن) برطانیہ میں قائم 85 کے قریب شرعی عدالتوں کے خلاف ذرائع ابلاغ کے پروپیگنڈہ کے باوجود ان عدالتوں کے ساتھ غیر مسلموں کی بھی بڑی تعداد ان عدالتوں سے رجوع کر رہی ہے یہی بات برطانوی اخبار دی ٹائمز نے اپنی ایک رپورٹ میں کہی ہے کہ ان عدالتوں میں آنے والے مقدمات کے 5 فیصد فریقین مسلمان نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان عدالتوں کا طریقہ کار برطانوی عدالتوں سے کہیں زیادہ آسان اور سادہ ہے۔ [روزنامہ ایکسپریس 09-7-22]

صلیبی ملک نے مسلم شہریوں کے حقوق کا احترام کرتے ہوئے شرعی عدالتیں قائم کی ہوئی ہیں۔ اس کے برعکس وادی سوات نے پاکستان سے الحاق کرتے ہوئے شرعی نظام عدل بدستور بحال رکھنے کا عہد لیا تھا۔ لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد حکومت نے حیلے بہانے تراش کر معاہدہ کو سبوتاژ کردیا۔ پاکستان میں حدود وقیود کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والوں کو انتہا پسند کہہ کر پکارا جاتا ہے جبکہ برطانیہ میں امن وامان قائم کرنے کے لیے پاکستانی نژاد سکالر نے حکومت کو شرعی حدود قائم کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

لندن برطانیہ میں اسلامی شرعی کونسل کے سیکرٹری ڈاکٹر صہیب حسن نے کہا ہے کہ برطانیہ میں اسلامی ضابطہ تعزیرات کے تحت سزائیں دینے سے ملک میں مزید امن واستحکام آسکتا ہے۔ برطانیہ میں سب سے بڑی شرعی عدالت کے بانی ڈاکٹر صہیب حسن نے برطانوی روزنامہ دی ٹائمز کو دیئے گئے انٹرویو میں کہا کہ اگر برطانیہ میں چوری کی سزا کے طور پر ہاتھ کاٹنے کا قانون نافذ کردیا جائے تو برطانیہ نہ صرف محفوظ بلکہ بہتر جگہ بن جائے گا۔ مزید تجویز دی کہ اگر اس قسم کے جرائم میں سزائیں سخت کردی جائیں تو لوگ اس کے خوف سے جرائم کی طرف راغب نہیں ہوں گے۔

حکومت برطانیہ نے اس تجویز کا خیر مقدم کیا اور غور کر رہی ہے تاریخ شاہد ہے کہ کسی فرد واحد نے قانون بنایا یا عوام نے مل کر خود ساختہ نظام عدل وضع کیا، ان کے نفاذ سے جرائم کی شرح میں پہلے کی نسبت اضافہ ہوا ہے۔ خالق کائنات کا نازل کردہ نظام جہاں جہاں نافذ ہوا، وہاں بھیڑ اور بھیڑیا ایک ساتھ پانی پیتے رہے۔ شرعی نظام عدل ہر شہری کی جان ومال اور عزت کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

علماء کا فرض منصبی ہے کہ وہ معاشرہ میں بگاڑ کی اصلاح کے لیے خشیت الٰہی اور فکر آخرت کے اوصاف حمیدہ کو اجاگر کریں۔ دوسری طرف حکومت کو شرعی نظام عدل کی برکات سے آگاہ کریں۔ عوام الناس کو ترغیب دیں کہ وہ ابتدائی نوعیت کے خاندانی اور وراثتی تنازعات کے حل کے لیے اپنے علاقہ کے مستند مفتی صاحبان سے رجوع کریں، تاکہ اس کے مفید ثمرات دیکھ کر عوام فوجداری مقدمات کے حل کے لیے حکومت سے شرعی نظام عدل کے نفاذ کے لیے دباؤ ڈالیں۔ ☆......☆......☆

دعائے صحت

ہفت روزہ ''تنظیم اہلحدیث'' کے معاون مدیر محترم جناب مولانا عبداللطیف حلیم صاحب کچھ دنوں سے علیل ہیں اور اپنے گھر میں صاحب فراش ہیں۔ قارئین سے اپیل ہے کہ خصوصی طور پر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مولانا صاحب کو جلد از جلد صحت یاب کرے۔ آمین [ادارہ]

مولانا عبداللہ عتیق کو صدمہ

مدرسہ خادم القرآن والحدیث جھوک دادو طور تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد کے مہتمم مولانا عبداللہ عتیق کی والدہ محترمہ گزشتہ دنوں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ نیک سیرت، صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں اور انہوں نے اپنی ساری زندگی دینی طلباء اور طالبات کی خدمت میں صرف کیے رکھی۔ انہوں نے اپنی اولاد کو بھی دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا۔ یہ ان کی محنت کا ہی نتیجہ ہے کہ مولانا عبداللہ عتیق بھی ولی کامل میاں باقر طور'' کے لگائے ہوئے پودے کی آبیاری کر رہے ہیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ مولانا محمد امین مدرس جامعہ تعلیم الاسلام کی امامت میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد اسلم، ابوالاحتشام قاری حمزہ طور، قاری محمد ایوب، قاری عبدالقیوم کرپالوی، ودیگر مقامی علماء اور لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے اور لواحقین کو صبر عطا فرمائے۔ آمین [شریک غم: شہادت طور]

خطبہ جمعۃ المبارک

جامع مسجد قدس اہلحدیث میں رمضان المبارک کا پہلا خطبہ جمعہ

مولانا فضل الرحمٰن بن محمد

ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ

[انتظامیہ جامع مسجد قدس اہلحدیث]

روزہ

عبدالرشید عراقی

روزہ ارکان اسلام میں ایک اہم رکن ہے اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! روزہ تم پر فرض کیا گیا ہے جس طرح سے ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ (پ ۲، آیت ۱۸۲) یہ آیت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ دوسرے مذاہب میں بھی روزہ پایا جاتا ہے۔

<u>روزہ یہود میں:</u> جہاں تک یہودیوں کا تعلق ہے، عہد بابل میں روزہ ان کے نزدیک ماتم اور سوگ کا رمز بن گیا تھا۔ اگر کوئی خطرہ درپیش ہوتا یا کوئی کاہن کسی اہمام اور نبوت کے لیے تیاری شروع کرتا تو اس وقت روزہ ضرور رکھا جاتا۔ یہودی اس وقت بھی عارضی طور پر روزہ رکھتے، جب وہ سمجھتے کہ خدا ان سے ناراض ہے، ملک میں کوئی وبا آئی، مصیبت نازل ہوتی، قحط سالی کا سامنا ہوتا یا بادشاہ کسی بڑی مہم پر روانہ ہوتے تب بھی روزہ رکھا جاتا۔ [ارکان اربعہ، ص ۲۵۲]

روزہ یہودیوں میں اشراق کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور رات کے پہلے تارہ کے طلوع تک جاری رہتا ہے۔ روزوں میں افطار کے بعد صرف ایک وقت کھا سکتے تھے۔ اسکے بعد دوسرے روز کے وقت افطار تک کچھ نہیں کھا سکتے تھے۔ بغیر کھائے ہوئے اگر بدقسمتی سے نیند آ گئی تو پھر کھانا مطلق حرام تھا، ایام صیام میں بیویوں سے نہیں مل سکتے تھے۔

<u>روزہ عیسائیوں میں:</u> ابتدائی زمانے کے عیسائی چھ روزے رکھتے تھے، لیکن اتوار کا دن ان سے مستثنیٰ تھا۔ اتوار کے دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔ ۴۰ دن کا روزہ کا کوئی سراغ چوتھی صدی مسیحی تک ہم کو نہیں ملتا۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ حیدر آبادی کہتے ہیں: کہ روزہ فی الحقیقت ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بیان کیا گیا اور اسلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روزہ بھی برقرار ہے۔ البتہ عیسائی اپنے روزے میں بھوک پیاس کے پابند نہیں، کیونکہ پوپ نے انہیں روزے کے دوران میں صبح دوپہر، شام تین مرتبہ کھانے کی اجازت دے کر یہ حکم دیا ہے کہ روزہ صرف خیالات کی حد تک رکھو۔ [مقالات حمید اللہ ص ۳۴۲]

<u>روزہ قدیم مذاہب میں:</u> دنیا کے قدیم مذاہب میں بھی ہم کو روزہ ملتا ہے، ہندو اور بدھ مذہب میں روزہ رکھنے کا حکم موجود ہے۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں کہ قدیم مصریوں کے ہاں بھی روزہ دیگر مذہبی تہواروں کے شمول میں نظر آتا ہے۔ یونان میں صرف عورتیں 'تھسمو فریا' کی تیسری تاریخ کو روزے رکھتی تھیں۔ پارسی مذہب میں گو عام پیرووں پر روزہ فرض نہیں۔ لیکن ان کی الہامی کتاب کی ایک آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ کا حکم ان کے یہاں موجود تھا۔ خصوصاً مذہبی پیشواؤں کے لیے تو پنج سالہ روزہ ضروری تھا۔ [سیرۃ النبی ۵/۲۱۲]

دوسرے مذاہب کے لوگ اتنی بڑی تعداد میں روزہ نہیں رکھتے، جتنا کہ مسلمان رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت روزہ رکھتی ہے۔ دنیا کے ہر ملک میں بے حساب مسلمان روزہ رکھتے ہیں (ماشاء اللہ) بہرحال یہ مسلم ہے کہ ہر دین میں روزے کا حکم رہا ہے اور قرآن مجید نے اس کی وضاحت کی ہے۔

<u>روزہ دین اسلام میں:</u> اسلام میں روزہ کی فرضیت کا حکم اس وقت نازل ہوا۔ جب عقیدہ مسلمانوں کے دلوں میں اچھی طرح پختہ ہو چکا تھا اور نماز سے غایت درجہ تعلق پیدا ہو گیا تھا اور مسلمان ہمہ وقت احکام الٰہی اور قوانین شریعت کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر تیار تھے۔ حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں: چونکہ مالوفات وخواہشات سے انسان کو چھڑانا سب سے مشکل اور دیر طلب کام ہے۔ اس لیے اس کی فرضیت کا حکم ہجرت کے بعد اس وقت نازل نہیں ہوا، جب تک اس کا اطمینان نہیں ہو گیا اب توحید اور نماز انکے رگ وریشہ میں سرایت کر چکی ہے اور اوامر قرآنیہ سے ان کے دل پوری طرح مانوس ہیں۔ چنانچہ ہجرت کے دوسرے سال روزہ کا حکم آیا اور رسول اللہ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے سے قبل ۹ رمضان کے روزے رکھے۔ [زاد المعاد ۱/۱۵۲]

<u>جن آیات کے ذریعہ روزے فرض ہوئے، وہ یہ تھیں:</u>

اے ایمان والو! روزہ تم پر فرض کیا گیا ہے، جس طرح سے ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، شاید کہ تم متقی بنو اور یہ گنتی کے چند دن کے لیے ہے اور تم میں جو بیمار ہے یا سفر میں ہے، تو وہ اتنے ہی دن دوسرے زمانے میں روزے رکھے اور جو لوگ (سفر یا بیماری کے باوجود) اس کی طاقت رکھتے ہیں (اور روزہ نہیں رکھتے) تو وہ فدیہ دیں یعنی ایک مسکین کو کھانا کھلائیں اور جو شخص اپنی خوشی سے نیک کام کرے تو اسکے لیے ہی بہتر ہے اور یہ کہ تمہارا روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے۔ رمضان کے مہینے میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور ہدایت کا واضح ثبوت ہے اور (صحیح اور غلط کے درمیان) امتیاز کرنے والا ہے۔ تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے اسے چاہیے کہ وہ اسکے روزے رکھے۔ اللہ تم پر آسانی کا ارادہ رکھتا ہے وہ تم پر سختی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا اور چاہیے کہ تم اس مدت کو پورا کرو اور اللہ کی بڑائی کرو۔ کیونکہ اس نے تم کو ہدایت دی، اس طرح شاید تم شکر گزار بن سکو۔ [پ ۲، آیت ۱۸۳ تا ۱۸۵]

روزہ کا مقصد: روزہ کے بارے میں فرمایا ہے: لعلکم تتقون۔ [۱۸۳،۲]
روزہ کے ذریعہ تم پرہیزگار بن جاؤ گے۔

انسان کا شرف وکمال صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی میں ہے اور اسی سے وہ اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار بندہ کہلاتا ہے اور مسلمان کا شرف یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو زیور تقویٰ سے آراستہ کرے، اسلام میں عبادات کی فرضیت اسی نعمت کے حصول کے لیے ہے۔ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ دل ودماغ کو جلا بخش کر تقویٰ وطہارت سے آراستہ کرتے ہیں۔

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا راز بندے اور اس کے رب کے درمیان رہتا ہے۔ ایک روزہ دار چاہے تو بند کمرے میں کھا پی سکتا ہے، مگر اسے یہ احساس اور خوف دامن گیر رہتا ہے کہ اس کا رب اسے دیکھ رہا ہے اور وہ کھانے پینے سے رک جاتا ہے، بس اسی خوف کا نام تقویٰ ہے۔

شریعت اسلامی نے روزہ کی ہیئت اور ظاہری شکل پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ اس کی حقیقت اور اس کی روح کی طرف بھی پوری توجہ دی ہے۔ اس نے صرف کھانے پینے اور جنسی تعلقات ہی کو حرام نہیں کیا بلکہ ہر اس چیز کو حرام اور ممنوع قرار دیا ہے، جو روزہ کے مقاصد کے منافی اور اس کی حکمتوں اور روحانی واخلاقی فوائد کے لیے مضر ہے۔ اس نے روزہ کو ادب وتقویٰ، دل اور زبان کی عفت وطہارت کے حصار میں گھیر دیا ہے، وہ روزہ جو تقویٰ اور عفاف کی روح سے خالی اور محروم ہو، وہ ایک ایسی صورت ہے جس کی حقیقت نہیں۔ ایسا جسم ہے کہ روح نہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں: روزہ ایک غیر محسوس فریضہ الٰہی ہے، رکوع، سجود، قیام، قعود، تکبیر وتہلیل سے اس کی ترکیب نہیں ہے۔ جس کی صدائیں دوسروں تک پہنچتی اور انہیں خبردار کر دیتی ہیں، وہ ایک عدمی چیز ہے۔ منہیات کے سلب ونفی سے اس کی ترکیب وتقدیم ہوتی ہے یعنی اس کا وجود محض خواہشوں کو روک دینے اور بعض ضروریات جسی کے ضبط سے مشکل ہوتا ہے پس ظاہر ہے کہ ایسی غیر محسوس چیز میں کسی رکاوٹ پیدا کرنے کا اور مانع آنے کا کیا موقع مل سکتا ہے [ارکانِ اسلام ص ۲۸۹]

لاحاصل روزہ: آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: جس شخص نے جھوٹ بولنے اور جھوٹی بات پر عمل کرنے کو ترک نہ کیا تو اس کے کھانے پینے کو چھوڑنے کی اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔ [صحیح بخاری]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: کتنے ہی روزہ دار ہیں جنہیں انکے روزے سے سوا بھوک اور پیاس کے کچھ نہیں ملتا [صحیح بخاری]

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں:
کہ پھر کتنے لوگ ہیں جو روزہ رکھتے ہیں اور ساتھ ہی ایک سچے صائم کی پاک اور ستھری زندگی بھی انہیں نصیب ہے۔ آہ! میں ان لوگوں کو جانتا ہوں جو ایک طرف تو نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے ہیں، دوسری طرف لوگوں کا مال کھاتے، بندوں کے حقوق غصب کرتے، اعزہ واقارب کے فرائض پامال کرتے۔ بندگانِ الٰہی کی غیبتیں کرتے، ان کو دکھ اور تکلیف پہنچاتے۔ طرح طرح کے مکر وفریب کے کام میں لاتے ہیں یعنی اپنے دل کے شکم کو تو گناہوں کی کثافت سے آسودہ اور سیر رکھتے ہیں جبکہ ان کے جسم کا پیٹ بھوکا ہوتا ہے۔

[ارکانِ اسلام ص ۲۸۵]

روزہ ڈھال ہے: آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: الصوم جنۃ۔ روزہ ڈھال ہے۔ چنانچہ ایسے شخص کو جو نکاح کا خواہش مند ہو اور استطاعت نہ رکھتا ہو، روزے رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے تو اس کو اس کا تریاق قرار دیا گیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ روزہ کے مصالح اور فوائد چونکہ عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کی رو سے مسلمہ تھے، اس لیے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی حفاظت کی خاطر محض اپنی رحمت اور احسان سے فرض کیا ہے۔

[زادالمعاد ۱/۱۵۲]

روزہ کی قدر وقیمت اور اس کا صلہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس گنے سے سات سو گنے تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ اور بالاتر ہے، وہ بندہ کی طرف سے میرے لیے ایک خاص تحفہ ہے اور میں ہی اس کا ثواب دوں گا میرا بندہ میری رضا کے واسطے اپنی خواہش نفس اور اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک افطاری کے وقت اور دوسری اپنے مالک کی بارگاہ میں حضوری اور شرف باریابی کے وقت اور روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو چاہیے کہ وہ بیہودہ اور فحش باتیں نہ کہے اور شور وشغب نہ کرے، اگر کوئی دوسرا اس سے گالی گلوچ یا جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ قانون اسلام لوگوں کو سہولت بہم پہنچانے کے لیے ہمیشہ فکر مند رہتا ہے۔ اسلام نے ہر قسم کی طبقہ داری اور بندش سے آزاد ہو کر اعلان عام کیا ہے:

۱۔ تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پائے، لازم ہے کہ وہ (مہینہ بھر) روزہ رکھے۔ [پ۲، آیت ۱۸۵]

۲۔ پھر تم میں سے جو شخص بیمار ہو، یا سفر میں، اس پر دوسرے دنوں کا شمار رکھنا لازم ہے۔ [۱۵۴،۲]

۳۔ اور جو لوگ اسے مشکل سے برداشت کر سکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے (کہ وہ) ایک مسکین کا کھانا ہے۔ [۱۸۵،۲]

☆ ...... ☆ ...... ☆

محمد حسین شیخوپوری کا بچپن

عبدالوارث ساجد

چوہدری بلند خان کے گھر میں خوشیوں کے لاوے پھوٹ رہے تھے۔ چوہدری آج ہواؤں میں اڑتا نظر آتا تھا۔ اس کی بیوی کے لبوں پر شکر کے کلمات تھے اور بیٹیوں کے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے یہی حال گھر کے دیگر افراد کا تھا۔ ہر کسی کے چہرے سے خوشیاں یوں جھلک رہی تھیں جیسے تازہ کلیاں کھل کر فضا میں خوشبو بکھیر رہی ہوں۔ چوہدری بلند خان کو آج پانچ بیٹیوں کے بعد اللہ رب العزت نے چاند سے بیٹے سے نوازا تھا۔ پے درپے ہونے والی بیٹیوں نے انکے دل میں بیٹے کی خواہش حد سے زیادہ بڑھادی تھی۔ وہ بیٹی کو اللہ کی رحمت سمجھتے تھے اور اس کی عطا پر راضی اور شاکر تھے، لیکن بیٹے کی خواہش کسے نہیں ہوتی۔

چوہدری بلند خان کا بھی یہی حال تھا کہ انہیں اپنے اللہ پر بھروسہ اور یقین تھا اور اس کی رحمت پر امید تھی کہ وہ اسے ایک روز ایک صالح اور نیک فرزند سے ضرور نوازے گا۔ یہی حال ان کی بیوی اور بیٹیوں کا تھا، ماں اپنے لاڈلے بیٹے کو لوریاں سنانے کو ترستی تھی اور بیٹیاں اس بھائی کو جسے وہ گود میں بٹھا کر کھلانے کی خواہش لیے جی رہی تھیں۔ ان سب کی کئی سالوں کی دعاؤں کا یہ اثر ہوا کہ اللہ نے اس گھرانے کو ایک چاند سا بیٹا عطا کر دیا۔ کہتے ہیں کہ ''خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں''

چوہدری بلند خان کا اس پر یقین اور بھی پختہ ہو گیا، بلند خان ریٹائرڈ فوجی تھے، بوھلیاں گاؤں کے چوہدری تھے۔ ان کے علاوہ اس گاؤں میں اکثر لوگ فوج میں ملازم تھے اور یہ فوجی ملازمت اس گاؤں کی پہچان بنی ہوئی تھی۔ ضلع امرتسر کی تحصیل اجنالہ کے گاؤں بوھلیاں گویا فوجیوں کا گاؤں تھا۔ چوہدری بلند خان فوج میں حوالدار تھے، فوج اور گاؤں میں ان کا بڑا رعب اور دبدبہ تھا۔ گاؤں میں ہر چھوٹا بڑا انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا ان کا جو وقار گھر سے باہر تھا وہی گھر کی چاردیواری کے اندر تھا ان کے گھر آنے کا وقت ہوتا تو ان کی بیٹھنے کی جگہ اور استعمال کی چیزوں کو صاف کر کے ترتیب سے رکھ دیا جاتا حقہ پینے کی عادت تھی، اس زمانے میں سگریٹ عام نہیں تھے، تمباکو وہ لوگ خود کاشت کرتے تھے اور اسے حقے میں ڈال کر جی بھر کر پیتے تھے۔ گاؤں کا ماحول تھا جہاں حقہ ہوتا وہاں مجمع لگ جاتا، گاؤں کے بزرگ بیٹھ کر باتیں کرتے اور ساتھ ساتھ حقے کی گڑگڑاہٹ جاری رہتی۔ ان کے گھر آنے سے پہلے جو چیزیں ان کے لیے خاص طور پر تیار ہوتی تھیں ان میں ایک حقہ بھی تھا۔ حقے کے وہ بلا کے شوقین تھے اور ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے، فوج میں ان کے پاس جو حقہ تھا انہوں نے اس کی خوب بناؤ سنگھار کر رکھی تھی۔ ایک دن فوج ہی سے گھر آئے تو ان کے لیے خاص طور پر حقہ تیار کیا گیا، حقے میں تازہ پانی بھرا گیا، چلم میں تمباکو پیس کر تھوڑا سا گڑھ ڈال کر آگ کے دہکتے انگارے رکھ کر یونہی ان کے سامنے رکھا گیا وہ طیش میں آ گئے۔ چارپائی سے اٹھے حقہ اٹھایا اور زور سے دیوار پر دے مارا۔ تڑاخ کی آواز آئی حقہ ٹوٹ گیا، چلم سے آگ بکھر گئی اور تازہ دہکے ہوئے تمباکو کا دھواں پھیل گیا۔ گھر کے سارے افراد حیران و پریشان کھڑے تھے، کچھ ان کی طرف دیکھتے ہوئے سوچ رہے تھے کہ آج انہیں کیا ہو گیا؟ کیا حقے کی تیاری میں کوئی غلطی ہوئی ......؟ لیکن حقہ تو انہوں نے چیک ہی نہیں کیا...... پھر کیا وجہ ہوئی؟ ...... گھر والوں کو حیران و پریشان کھڑے دیکھ کر بولے ''جو حقہ پیتا ہے قبر میں اس کے جسم سے ہی دھواں نکلے گا ...... ''اس کی بیوی نے پوچھا سرتاج! آپ میں یہ تبدیلی کیسے آ گئی......؟

بولے ''فوج میں ایک مولانا نے تقریر کی تھی اسی نے یہ سب کچھ بتایا تھا۔ میں نے سوچا اگر مر کر بھی اس کے اثرات ختم نہیں ہوں گے اور اس کی وجہ سے آدمی قبر میں بھی بے آرام اور تنگ ہو گا تو میں حقہ پینے سے توبہ کر لی۔ ان کی زندگی میں یہ بہت بڑی تبدیلی تھی جو بعد میں ساری زندگی رہی، ان کی صحت فوجی ہونے کی وجہ سے اچھی تھی، حقہ چھوڑنے کا یہ فائدہ ہوا کہ اس میں اور بھی بہتری آ گئی۔ لیکن اس روز وہ خود کو گویا ایک مرتبہ پھر جوان محسوس کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹے سے نوازا تھا جو ان کی زندگی کا سہارا تھا...... ان کی دعاؤں کا اثر تھا...... اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد و یقین کا نتیجہ تھا...... اور برسوں کی خواہش کا اظہار تھا،

بچے کی پیدائش کے بعد نام رکھنے کی باری آئی تو غور و خوض کے بعد ’’محمد حسین‘‘ نام پسند کیا گیا۔ یوں چوہدری بلند خان کے گھر میں پیدا ہونے والا اکلوتا بچہ ’’محمد حسین‘‘ ہوگیا۔ محمد حسین چونکہ پانچ بہنوں کا ایک بھائی اور ماں باپ کا ایک ہی بیٹا تھا۔ یوں نہ صرف وہ ماں باپ کا لاڈلا تھا، بلکہ بہنوں کی آنکھوں کا بھی تارا تھا۔ پانچوں بہنیں دن رات کی پروا کیے بغیر انہیں کھلاتیں، جھولا جھلاتیں اور لوریاں سناتی تھیں یوں ہاتھوں ہی ہاتھوں میں کھیلتے کھیلتے انہوں نے باتیں کرنا شروع کر دیں، بہنوں کی خوشی اور ماں باپ کی محبت میں اور بھی اضافہ ہوگیا ’’محمد حسین‘‘ توتلی زبان میں باتیں کرتا تو گھر والے ہنسی سے لوٹ پھوٹ ہو جاتے۔ کچھ دن اور گزرے تو وہ اس لائق ہوگیا کہ سکول جاسکے، یوں قریبی گاؤں جستروال کے سکول میں محمد حسین کو داخل کروا دیا گیا۔ چھ سال تک وہ گاؤں کے سکول میں دوسرے لڑکوں کی طرح پڑھتا رہا۔

اس زمانے میں مسلمانوں، سکھوں، ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچے ایک ہی سکول میں اکٹھے تھے۔ ان میں ہر روز کسی نہ کسی وجہ سے لڑائی ہو جاتی، جھگڑا ہوتا تو گالی گلوچ بھی ہوتی، لیکن محمد حسین ان سب چیزوں سے پاک رہا وہ چھ سال تک سکول میں رہا لیکن اس کی شکایت استاد تک صرف ایک پہنچی اور وہ بھی اتفاق سے ایک روز سکول میں اس کے کلاس کے سکھ لڑکے کی روٹی کو محمد حسین کا ہاتھ لگ گیا تو وہ طیش میں آ گیا۔

اس نے محمد حسین کو برا بھلا کہا اور جب جواب میں محمد حسین نے کچھ بھی نہ کہا تو وہ استاد کے پاس چلا گیا سکول کی چھ سالہ زندگی میں یہ ان کی پہلی اور آخری شکایت تھی۔ سکول میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ وہ گھر میں قرآن مجید بھی پڑھ رہا تھا، گھر کا ماحول اسلامی تھا اس کا اثر یہ ہوا کہ ماں باپ اور بہنوں کی طرف سے ملنے والے بے پناہ لاڈ پیار نے بھی انہیں نہ بگاڑا اور نہ ہی بد اخلاق کیا۔ باپ کے ساتھ مسجد جاتے تو نماز پڑھنے کی عادت بن گئی سکول میں تیسری کلاس میں تھے کہ گاؤں کی مسجد میں پہلی مرتبہ عصر کی اذان کہی، محمد حسین کی زندگی کی پہلی اذان تھی۔ وہ خود بھی بہت خوش تھا گھر آ کر بتایا تو سب کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ اس کے کلاس والے ساتھی کھیلنے کے لیے بلاتے تو وہ قرآن کھول کر بیٹھ جاتا، دوستوں کی طرف سے اصرار بڑھتا تو ماں پیار سے کہتی بیٹا جاؤ کھیل آؤ۔ معصوم لہجے میں جواب دیتے ’’اماں! کھیل کود میں وقت ضائع کرنے کی بجائے قرآن پڑھوں گا تو فائدہ ہی ہوگا‘‘ چھوٹی عمر میں محمد حسین نہ جانے کہاں سے سیانوں والی باتیں کرتا تھا۔ کبھی کبھی اپنی والدہ کو مخاطب کر کے کہتا ماں! میں کھانا کم کھاؤں گا، ماں پوچھتی ہے وہ کیوں؟ تو جواب دیتا کہ زیادہ کھاؤں گا تو موٹا ہو جاؤں گا پھر موٹے جسم کو کیڑے ہی تو کھائیں گے! فائدہ؟

شام کے وقت محمد حسین اپنے دوستوں کے ساتھ کچھ دیر کے لیے کھیلتا اور جب کھیل کر جاتے تو وہ اپنے سارے دوستوں کو اکٹھا کر کے وضو کرواتا اور پھر وہ سب مل کر عشاء کی نماز پڑھتے۔ محمد حسین جماعت کرواتا اور باقی سب پیچھے کھڑے ہو کر مقتدی بن جاتے یہ ان سب کا روز کا معمول تھا۔ تب ہی اس کے دوستوں نے اسے مولوی کہنا شروع کر دیا تھا۔ چھ سال ایسے ہی وہ جستروال کے لوئر مڈل سکول میں پڑھتے رہے۔ بارہ سال کی عمر میں جب انہوں نے چھٹی کلاس کا امتحان پاس کیا تو ان کی زندگی میں ایک انقلاب آ گیا اور انقلاب لانے والے بابا ’’چنن خان‘‘ تھے۔

بابا چنن خان اپنے گاؤں میں ہی نہیں بلکہ آس پاس کے تمام گاؤں کی ہر دل عزیز شخصیت تھے۔ کتابوں کی جلد بندی کے ماہر تھے، آس پاس کے گاؤں کے تمام لوگ اپنی کتابوں کو بابا چنن کے پاس ہی لاتے، وہ جلد بندی ایسی مہارت کے ساتھ کرتے کہ سالہا سال بھی اس کی مضبوطی نہ جاتی۔ بوہلیاں والا میں ان کے پاس ہر وقت رونق لگی رہتی تھی، ان کے پاس طرح طرح کی کتابیں آتیں وہ جلد بندی کے ساتھ ساتھ انہیں پڑھتے اور پاس بیٹھے لوگوں کو سناتے رہتے۔ ایک روز اجنالہ شہر کے تحصیلدار نے کچھ کتابیں بابا چنن کے پاس جلد بندی کے لیے بھیجیں۔ ان کتابوں میں ہندوستان کے معروف عالم دین حافظ لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کی تین کتابیں ’’زینت الاسلام‘‘، ’’تفسیر محمدی‘‘ اور ’’آخرت کے احوال‘‘ شامل تھیں۔ حسب معمول بابا چنن نے جلد بندی کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا مطالعہ کیا تو دل کے بند دریچے کھل گئے۔ تین کتابیں پڑھنے سے بابا چنن نے تمام شرک و بدعات سے توبہ کر کے توحید اپنالی۔ بابا کی آواز تو اچھی نہ تھی، البتہ وہ ان کتابوں سے شعر پڑھتے تو سیدھے دل میں اتر جاتے اور سننے والے جھوم اٹھتے تھے شعروں میں توحید کی دعوت ایسے شیریں طریقے سے تھی کہ جو سنتا اثر لیے بغیر نہ رہتا۔ ان شعروں نے نہ صرف بابا چنن کی زندگی بدل دی تھی بلکہ سننے والے بہت سے راہ راست پر آ گئے تھے۔

بابا چنن اپنے ’’تھڑے‘‘ پر بیٹھے آتے جاتے محمد حسین کو دیکھتے رہتے تھے، محمد حسین سکول جاتا تو بابا چنن کے تھڑے کے سامنے سے گزر کر جاتا تھا۔ ایک دن بابا چنن دوکان سے اٹھا اور چوہدری بلند خان کے پاس

آ کر بولا: بلند خان! میری ایک خواہش ہے، چوہدری نے کہا بابا بولو 'میرا مشورہ ہے کہ محمد حسین کو مدرسہ داخل کروا دیا جائے' بابا چنن نے آہستگی سے کہا مشورہ اچھا ہے، چوہدری بلند خان کے دل کو لگا، گویا اس کے دل کی آواز تھی جو بابا چنن کی زبان سے ادا ہوگئی۔ چوہدری بلند خان خود بھی نمازی آدمی تھا اور اس کا گھرانہ بھی دیندار تھا۔ اس کی دلی خواہش تھی کہ محمد حسین دینی تعلیم حاصل کرے لیکن وہ ہر بار نہ جانے کیوں خاموش ہو جاتے

بابا چنن نے مشورہ دیا تو چوہدری بلند خان نے کہا" بابا اسے دینی تعلیم دلائی کہاں جائے؟ یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہمارے گاؤں کے ساتھ کبیر پور جو ہے، بابا نے جواب میں کہا: کبیر پور اس دور میں علم کا بہت بڑا مرکز تھا اور بڑے بڑے عالم دین اس گاؤں میں علم کا دین پھیلاتے رہے تھے۔ جن میں حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کے برادر خورد حافظ عبدالرحمٰن روپڑی، مولانا نور محمد والد حافظ محمد عبداللہ بہاولپوری جیسے شامل تھے۔ کبیر پور، بوہلیاں سے زیادہ دور بھی نہ تھا چوہدری بلند خان نے یہ فیصلہ کر لیا کہ محمد حسین کو دینی تعلیم کے لیے کبیر پور بھیج دیا جائے، تیاریاں شروع ہوگئیں۔ کسی نے مشورہ دیا کہ کبیر پور جانے سے پہلے محمد حسین کی شادی کر لی جائے

محمد حسین کی عمر تیرہ سال ہوگئی تھی، ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا، ماں کو دلہن لانے کی جلدی تھی اور بہنوں کو بھابی دیکھنے کا شوق تھا، یوں چٹ پٹ میں شادی کر دی گئی۔ شادی میں ہر کسی نے اپنے شوق پورے کیے، محمد حسین کو باقاعدہ شادی کی تمام تر رسومات کے بعد بیاہا گیا۔ سہرا بندی ہوئی مہندی لگائی گئی، گانا بندھوائی اور سرمہ لگوائی جیسی تمام رسمیں پوری کی گئیں یوں جب شادی کے بعد محمد حسین پڑھنے کے لیے کبیر پور کے مدرسے گئے تو ہاتھ پر مہندی لگی ہوئی تھی۔ مدرسے کے استاد اور طلباء نے دیکھا تو حیران رہ گئے، کئی ایک نے پوچھا" یہ کیا؟" دینی تعلیم کے لیے آیا ہے اور ہاتھوں پر مہندی لگائی ہوئی ہے۔ پینڈو کہیں کا......! دوسرا بولا ہی زنانہ ہے کہ مرد

محمد حسین نے دل میں سوچا کہ کیا مہندی لگانا اتنا برا کام ہے کہ لڑکے اس پر ایسی آوازیں کس رہے ہیں؟ لہٰذا وہ گھر آیا تو اس نے پتھر اور ریت سے ہاتھ مل کر مہندی اتار لی، شادی کا سہرا لیا اور گھر میں ایک چوہیا کی بل میں دے دیا۔ ان تمام لغویات سے اسے قدرتی نفرت ہوگئی۔ مدرسے کے بڑا استاد حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ تھے، انہوں نے مدرسے داخل ہونے کے بعد انہیں پہلا سبق پڑھایا اور استقامت اختیار کرنے کی تلقین کی۔ محمد حسین پہلے ہی بہادری میں اپنی مثال آپ تھا، استاد کی شاباش نے انہیں اور بھی دلیر کر دیا اور وہ پوری محنت سے تعلیم حاصل کرنے لگے۔

پہلے دن جب وہ کبیر پور مدرسے میں آرہے تھے تو راستے میں زبردست بارش نے آلیا موسلادھار بارش نے چلنا مشکل کر دیا تھا لیکن ان کے والد چوہدری بلند خان نے ان کا سامان تھام رکھا تھا اور زبان سے ان کی کامیابی کی دعائیں نکالے جا رہے تھے۔ راستے میں گاؤں جستر وال آیا یہاں محمد حسین کا ایک استاد رہتا تھا جو سکول میں پڑھاتا تھا اسے معلوم ہوا کہ محمد حسین کبیر پور کے مدرسے میں پڑھنے جا رہا ہے تو وہ سامنے آگیا۔ جانتا تھا کہ محمد حسین بہت ذہین اور لائق لڑکا تھا وہ آتے ہی بولا بلند خان! تم لڑکے کو کبیر پور لے جا رہے ہو لیکن وہاں تو وہابی رہتے ہیں، وہ لڑکے کو بے دین کر دیں گے اور لڑکا تو وہابی بن جائے گا۔ اس سے پہلے کہ بلند خان جواب دیتے، محمد حسین بول اٹھا...... میں اتنی آسانی سے وہابی ہونے والا نہیں۔ لیکن مدرسے میں جب اس نے قرآن وحدیث کے چند سبق ہی پڑھے تو اسے بخوبی احساس ہوگیا کہ جسے لوگ بے دین کہتے ہیں وہی تو اصل دین ہے۔ محمد حسین نے مدرسے میں جو پہلا سبق پڑھا وہ قرآن مجید کے آخری سپارے کی سورۃ کی پہلی آیت تھی، پہلے سبق ہی کی جب استاد نے تشریح کی، آیت کے معانی اور سبب نزول بیان کیا تو ان کا سینہ کھل گیا، سبق خوب یاد کیا اور چھٹی ہونے پر گھر آگئے۔ رات کھانے سے فارغ ہونے کے بعد سارے گھر والے چھت پر چلے گئے، چھت پر چارپائیاں پڑی تھیں اور ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی گرمیوں میں یہ ان کا معمول تھا کھانے سے فارغ ہوتے ہی سب گھر والے چھت پر آجاتے تھے۔ آج محمد حسین کا مدرسہ میں پہلا دن تھا، چوہدری بلند خان نے بیٹے کو بلایا اور کہا ذرا سناؤ تو آج کیا پڑھا ہے؟

محمد حسین گویا کہ پہلے ہی تیار تھا، باپ کے کہتے ہی شروع ہوگیا اور جو ترجمہ مدرسے میں خوب یاد کیا تھا پڑھ سنایا، سارے گھر والے خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے، خود محمد حسین کا بھی یہی حال تھا۔ بابا چنن خان نے مسکراتے ہوئے بلند خان کی طرف دیکھا اور سرشاری میں کہا: کیوں بلند خان! دیکھو میں نے تمہیں کتنا اچھا مشورہ دیا؟ چوہدری بلند خان نے مسکراتے ہوئے کہا" ہاں بابا واقعی آپ نے بہت اچھا مشورہ دیا"

محمد حسین یونہی بوہلیاں سے پیدل کبیر پور جاتا رہا اور دن گزرتے گئے اور محمد حسین آہستہ آہستہ تمام مسائل از بر کرتا رہا۔ جس مسئلہ پر اختلاف ہوتا، کتابوں کا مطالعہ کرتا اور جب حقیقت کھل کر سامنے آجاتی

تو اس پر عمل شروع کر دیتا اب تک اس نے تحقیق کے بعد نماز میں بلند آواز سے آمین کہنا، رفع الیدین کرتا اور امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا شروع کر دیا جو لڑکا مدرسہ میں آتے ہوئے پہلے دن کہہ رہا تھا کہ "میں اتنی آسانی سے وہابی ہونے والا نہیں" وہ کسی کے بغیر کہے ہی وہابی ہو گیا تھا۔ اسلام میں غلط داخل کی ہوئی رسومات اور فعل چھوڑنے والا اس دور میں وہابی کہلاتا تھا جو اب محمد حسین بن گیا تھا۔

ایک روز اسکے ساتھ عجیب واقعہ رونما ہوا وہ حسب معمول کیر پور جانے کے لیے نکلے، راستے میں آنے والے سکھوں کے گاؤں "ننگل" اور "اونچا نوالہ" سے گزر کے ابھی تھوڑا سا آگے گئے تھے کہ ایک دیو ہیکل ڈراؤنی شکل والا ہیولا سا سامنے آ گیا۔ محمد حسین نے دیکھا تو اس کے پسینے چھوٹ گئے، اس نے ہاہاہا کی کریہہ آواز نکالی اور گرج کر کہا کون ہو......؟ گھبرائے ہوئے محمد حسین نے اپنے اوسان بحال کیے اور جواب دیا میں محمد حسین......کہاں جا رہے ہو......؟ ڈراؤنی شکل والے نے دوبارہ بلند آواز میں پوچھا، میں کیر پور مدرسے جا رہا ہوں، محمد حسین نے جواب دیا۔ "وہاں کیوں جاتے ہو؟" محمد حسین کا اعتماد آہستہ آہستہ بحال ہو گیا تھا وہ زوردار آواز میں بولا قرآن پڑھنے جا رہا ہوں۔ قرآن کا نام سنا تو وہ دیو ہیکل ڈراؤنی شکل اچانک ہوا میں تبدیل ہو گئی۔ یوں تین سال تک وہ پیدل ہی مدرسے جاتے رہے، ایک روز والد صاحب انکے لیے 32 روپے کا نیا سائیکل خرید لائے، محمد حسین اور بھی خوش ہو گئے۔ چوہدری بلند خان اس لیے خوش تھا کہ اس کا بیٹا اب ماشاء اللہ عالم دین بنتا جا رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے سائیکل خریدنے کے کچھ ماہ بعد ایک گھوڑی بھی بیٹے کو خرید کر لا دی۔ یوں محمد حسین گھوڑی پر مدرسے جانے لگا اب اس کے آنے جانے کی پریشانی بھی ختم ہو گئی۔ راستے کی تکالیف ختم ہوئیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اور آزمائش آ گئی، ان کی تعلیم کی تکمیل کا وقت قریب تھا کہ چوہدری بلند خان گٹھیا کے مرض میں مبتلا ہو گئے یہ مرض بڑا تکلیف دہ تھا جسم کے سارے پٹھے کھینچے گئے اور درد کی وجہ سے وہ چیخ اٹھتے تھے۔ محمد حسین چوہدری کا اکلوتا بیٹا تھا، باپ کی اس حالت پر بہت پریشان ہوا، باپ کی بیماری نے اسے تعلیم چھوڑنے پر مجبور کر دیا گھر کا سارا بوجھ ان کے کندھوں پر تھا لہٰذا انہوں نے کھیتی باڑی شروع کر دی۔ زمین اپنی تھی، اب تو ٹریکٹر نے کھیتی باڑی آسان کر دی ہے، اس زمانے میں بہت مشکل کام تھا۔ کھیتوں کو پانی پلانے کے لیے کوئی نہر نہ تھی ایک کنواں تھا جس سے کھیتوں کو سیراب کیا جاتا تھا۔ یوں محمد حسین ساری ساری رات کنواں چلاتے رہتے اور صبح ہوتی تو صرف دو کنال زمین سیراب ہوتی۔

محمد حسین سترہ سال کا تھا کہ اس نے کھیتی باڑی کا آغاز کیا، تعلیم چھوڑنے کا اسے بہت غم تھا۔ وہ ہل چلاتا، کنواں سے پانی نکالتا یا پھر فصل کاٹتا، ہر کام کرتے ہوئے قرآن کی تلاوت کرتا، تقریر کی پریکٹس کرتا اور خوب صورت آواز میں شعر پڑھتا، تقریر کرنے کا اسے بلا کا شوق تھا، گاؤں میں چونکہ سارے لوگ بدعقیدہ تھے، کھلے عام شرک کرتے اور بدعات میں کھوئے ہوئے تھے لہٰذا انہیں دعوت دینا بہت مشکل کام تھا، ویسے بھی کسی کو برے کام سے روک دیا جاتا تو وہ جھٹ جواب دیتا "یہ تو وہابی ہے"

بوہلیاں والا سے پانچ میل دور ایک گاؤں گجر پور تھا یہ گاؤں محمد حسین کا ننھیالی گاؤں تھا وہاں وہ اکثر آتے جاتے تھے۔ ایک روز گجر پورہ سے واپس آ رہے تھے کہ راستے میں ایک مسجد میں چلے گئے، نماز جمعہ کا وقت ہو رہا تھا لیکن جمعہ شروع نہ ہوا، ایک صاحب سے پوچھا کیا اس مسجد میں جمعہ نہیں ہوتا......؟ اس نے جواب دیا "جمعہ تو ہوتا ہے لیکن آج مولوی نہیں ہے" قریب کھڑے ایک آدمی نے کہا "کیا تم جمعہ پڑھا لو گے؟"

"اندھا کیا چاہے دو آنکھیں" محمد حسین نے جھٹ کہا "کیوں نہیں" تقریر کرنے کا شوق جنون کی حد تک تھا۔ کھیتوں میں وہ تقریر سینکڑوں بار کر چکے تھے لیکن آج آدمیوں کے سامنے پہلا موقعہ تھا لیکن وہ خوش تھا کہ شوق کی تکمیل تو ہوئی۔ سنتیں پڑھیں، اور منبر پر جا بیٹھے اذان ہوئی تو خطبہ دیا، پھر شاندار تقریر کی، سامعین سنتے چلے گئے اور جھومتے چلے گئے۔ تقریر نے ایسا دل پر اثر چھوڑا کہ وہ محمد حسین کے دیوانے ہو گئے۔ نماز جمعہ کے بعد سامعین نے خوب داد دی اور ایک عالم دین کی حیثیت سے گردانا۔

☆......☆......☆

جامعہ کے استاذ عمر فاروق کو صدمہ

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں میں استاذ عمر فاروق کے سسر جو جگر کے عارضہ میں مبتلا تھے، گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے مرحوم حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کے رفقاء میں سے تھے۔ مرحوم محکمہ تعلیم سے منسلک رہے اور ہیڈ ماسٹر کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے۔ مرحوم نے ساری زندگی ملازمت کے ساتھ ساتھ دعوت وتبلیغ میں صرف کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

[ادارہ]

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH

فون دفتر جریدہ (042) 5854010
فون مدیر اعلیٰ: 6581025 (042)
تنظیم اہلحدیث

C.P.L - 104

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

☆ خوشخبری ☆
جامعہ اہلحدیث لاہور کا
سعودی جامعات سے الحاق

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمد اللہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 28 قابل اور محنتی اساتذہ تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ

حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ ورئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ

تجدید تاسیس: 1949ء لاہور

شعبہ جات

جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے۔ 1۔ تحفیظ القرآن الکریم، 2۔ درس نظامی، 3۔ وفاق المدارس السلفیہ، 4۔ دار الافتاء، 5۔ تصنیف و التالیف 6۔ فن مناظرہ، 7۔ دعوت والارشاد، 8۔ کمپیوٹر لیب، 9۔ طب اور اسکے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے

جامعہ اہلحدیث سے کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع۔

وظائف

ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات

جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 55 لاکھ روپے سے تجاوز کر چکا ہے جو اللہ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ورہائشی بلاک، کچن اور ڈائننگ ہال تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اسلئے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

☆ ☆ ☆

ترسیل زر کا پتہ

اکاؤنٹ نمبر 7066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور پاکستان

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور دفتر نمبر: 0423-7656730 موبائل: 0300-9476230